(۱)

خدا کی

صداقت اور عدالت

عاموس نبی کی کتاب کی تشریح

از

ولیم ۔ جی ۔ ینگ

سیالکوٹ کنونشن جنرل کمیٹی
۱۹۷۲ء

خدا کی صداقت اور عدالت

سندی آیت = عاموس ۵: ۲۴

"لیکن عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند جاری رکھ"

دیباچہ

عاموس نبی کا مضمون صداقت اور عدالت ہے۔ وہ یہ حقیقت بار بار پیش کرتا ہے۔ کہ خدا راستباز اور عادل ہے اور ناراستی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ عادل بھی ہے، اور اس حقیقت کا یہ نتیجہ لازمی ہے کہ وہ ناراست قوم کو سزا دے گا۔ عاموس سکھاتا ہے کہ عادل خدا سب قوموں کا خدا ہے اور وہ غیر اقوام کی بے رحمی اور عہد شکنی کو ضرور سزا دے گا۔ لیکن اسرائیل جو خدا کی چنی ہوئی اُمت ہے عدالت سے نہیں بچے گا۔ گو وہ قربانیاں گزرانتے ہیں اور ہر قسم کے مذہبی جوش ظاہر کرتے ہیں، لیکن سماجی بے انصافی کی وجہ سے خدا ضرور عدالت کرے گا۔

صادق اور عادل خدا اپنی اُمت سے صداقت اور عدالت طلب کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ شخصی اور قومی زندگی میں راستبازی ظاہر کریں، اور کہ وہ ظلم و ستم اور رشوت خوری چھوڑ کر غریب غربا سے انصاف اور رحمدلی کے ساتھ پیش آئیں۔ ان کی صداقت اور عدالت محدود نہ ہو "لیکن عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند" جاری رکھنا چاہیئے۔

ہم ایک اسلامی ملک میں رہائش پذیر ہیں۔ خدا جو عادل ہے یہ

چاہتا ہے کہ ہمارے ملک سے ہر قسم کی سماجی بے انصافی دور کی جائے، اور جہاں تک ہم پاکستانی ہوتے ہوئے خاموش رہتے جب ہمیں احتجاج کرنا چاہیئے، یا خود اپنے رویہ یا اعمال سے بے انصافی میں شرکت کرتے ہیں، خدا ہماری عدالت کریگا۔ لیکن مسیحی ہوتے ہوئے ایک خاص ذمہ داری ہم پر عائد ہے۔ چاہیئے کہ ہماری شخصی اور خاندانی زندگی میں، ہماری کلیسیا کے ماحول میں، اور ہمارے سب تعلقات میں صداقت اور عدالت نمایاں ہوں۔ خدا صادق اور عادل ہے۔ اس کا پاک روح ہر ایک سچے مسیحی کے دل میں سکونت کرتا ہے۔ چاہیئے کہ ہم صداقت اور عدالت کے پھل کثرت سے لائیں۔ خدا کا کلام جو عاموس پر نازل ہوا ہمارے لئے بھی ہے۔ وہ ہم سے کہتا ہے کہ "عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند جاری رکھ"

۱۔ قوموں کے لئے خدا کی عدالت۔ عاموس ۱ تا ۲

سنہری آیت: عاموس ۲: ۶

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل کے تین بلکہ چار گناہوں کے سبب سے میں اس کو بے سزا نہ چھوڑوں گا، کیونکہ انہوں نے صادق کو روپیہ کی خاطر اور مسکین کو جوتیوں کے جوڑے کی خاطر بیچ ڈالا۔"

خلاصہ - قوموں کے لئے خدا کی عدالت

۱:۱ عنوان

۱:۲ تمہید

۱:۳ تا ۲:۱۶ قوموں کے گناہ اور خدا کی عدالت کا اعلان

۱۔ ارام (دمشق)	۱:۳ تا ۵
۲۔ فلستی قوم (غزہ)	۱:۶ تا ۸
۳۔ فنیکے (صور)	۱:۹ تا ۱۰
۴۔ ادوم	۱:۱۱ تا ۱۲
۵۔ بنی عمون	۱:۱۳ تا ۱۵
۶۔ موآب	۲:۱ تا ۳
۷۔ یہوداہ	۲:۴ تا ۵
۸۔ اسرائیل	۲:۶ تا ۱۶
ا۔ اسرائیل میں سماجی بے انصافی اور مذہبی بدچلنی	آیات ۶ تا ۸
ب اسرائیل کا ناشکرگزار رویہ	آیات ۹ تا ۱۲
ج اسرائیل کی آنے والی شکست	آیات ۱۳ تا ۱۶

تشریح

۱:۱ عنوان

اس عنوان میں نبی کا نام اور پیشہ، اور اس کی نبوت کا زمانہ ٹھیک تاریخ اور مضمون شامل ہیں۔ عاموس کے باپ کا ذکر نہیں۔ وہ ایک سادہ لوح چرواہا تھا اور پیشہ ور نبی نہیں تھا۔ تقوع یہوواہ کے پہاڑی ملک میں تھا۔ اس زمانہ میں بنی اسرائیل کی دو حکومتیں تھیں شمالی اور بڑی حکومت اسرائیل تھی جو دس قبیلوں پر مشتمل تھی، جنوبی اور چھوٹی حکومت یہوواہ تھی جو دو قبیلوں پر مشتمل تھی۔ (۱-سلاطین ۱۲) عاموس جنوبی حکومت سے آیا تھا، لیکن اس نے شمالی حکومت کے شہر بیت ایل میں نبوت کی (عاموس ۷:۱۰ تا ۱۷)۔ اس وقت دونوں حکومتوں کی آپس میں صلح تھی اور آنے جانے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ دونوں ممالک کے بادشاہ یعنی عزیاہ (۲-تواریخ ۲۶) اور یربعام بن یوآس (۲-سلاطین ۱۴:۲۳ تا ۲۹) زبردست اور کامیاب تھے، اور بیرونی دشمنوں پر فتحیاب تھے۔ عاموس کی کتاب کا مرتب ہمیں بتاتا ہے۔ کہ یہ کلام جو کتاب میں شامل ہے "بھونچال سے دو سال پہلے . . . . . نازل ہوا"؛ لیکن صدیوں بعد آج کل ہمیں پتہ نہیں کہ بھونچال کس سن میں واقع ہوا، جبکہ اس کی یاد رہی (زکریاہ ۱۴:۵)۔

عاموس کی نبوت کا مضمون "اسرائیل کی بابت" تھا یعنی شمالی حکومت کی بابت۔ گو وہ غیر قوموں کا ذکر بھی کرتا ہے، لیکن وہ حکومت اسرائیل سے مخاطب ہو کر ان کا ذکر کرتا ہے۔ خدا کا کلام رویا کے ذریعہ عاموس پر نازل ہوا، اور چند رویاؤں کا ذکر ۷:۱ تا ۹،

۸:۱ تا ۸، اور ۹:۱ میں پایا جاتا ہے۔

۱:۲ تمہید

یروشلیم میں خدا کی ہیکل تھی اور لوگوں نے سمجھا کہ خدا خاص یروشلیم میں رہتا ہے۔ کرمل کا مشہور پہاڑ حکومت اسرائیل کے شمال مغرب میں تھا۔ عاموس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا پیغام جنگ اور عدالت کا پیغام ہے جس کا اثر تمام حکومت اسرائیل میں محسوس کیا جائے گا۔

۱:۳ تا ۲:۱۶ - قوموں کے گناہ اور خدا کی عدالت کا اعلان۔

غالباً یہ عاموس کی آغازی تقریر تھی، جو اس نے بیت ایل کے کسی چوک پر کھڑے ہو کر کی ہوگی۔ لوگ بڑی خوشی سے سنتے ہونگے جب کہ عاموس نے ذکر کیا کہ خدا غیر قوموں کی عدالت کریگا، لیکن بعد میں جب اس نے اسرائیل کا ذکر کیا وہ حیران اور پریشان ہوئے ہونگے ہر اعلان پہلے کسی خاص گناہ کا ذکر کرتا ہے، اور پھر خدا کی سزا کا بیان مذکور ہے۔ جب عاموس "تین بلکہ چار گناہوں" کا ذکر کرتا ہے، اس کے معنی یہ نہیں کہ خدا نے ٹھیک تین یا چار گناہوں کو گن لیا ہے بلکہ بہت سے گناہ سرزد ہوئے ہیں جن میں سے نبی صرف ایک ہی مثال چن کر پیش کرتا ہے۔

جن قوموں کا ذکر آیا ہے، ان کی ریاستیں حکومت اسرائیل کے ارد گرد واقع تھیں، شمال میں ارام، مغرب میں فلستی قوم اور فنیکے، جنوب میں ادوم، اور مشرق میں عمون اور موآب۔ عاموس نے قریباً ۷۵۵ ق م قبل از مسیح نبوت کی اور ۷۲۲ ق م سے پہلے پہل یہ سب ریاستیں

اور اسرائیل بھی شاہِ اسور کے قبضہ میں آ گئے۔ صرف یہوداہ بچ نکلا

۱۔ ادام کا صدر شہر دمشق تھا اور اس کے دو مشہور بادشاہ
بن ہدد اور حزائیل تھے۔ (۱۔ سلاطین ۲۰، ۲۔ سلاطین ۸: ۷ تا
۱۵)۔ وادی آون اور بیت عدن ادام میں تھے۔ قیر مسوپتامیہ
میں تھا۔ آیت ۳ کا مطلب یہ ہے کہ جب ارامیوں نے جلعاد پر، جو اسرائیل
کا ایک صوبہ تھا، حملہ کیا تو انہوں نے بڑی سنگدلی سے باشندوں کو
سزائیں دیں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ایسے داؤ سے جس کے نیچے لوہے
کے تیز نوک والے کیل لگے ہوئے تھے قیدیوں کو عذاب دے کر قتل کیا ہو۔
ان کا گناہ غیر انسانی سلوک تھا اور ان کی سزا بربادی اور اسیری تھی۔

۲۔ فلستیوں کے پانچ مشہور شہر تھے یعنی غزہ، اشدود، اسقلون
عقرون، اور جات۔ عاموس ان میں سے چار کا ذکر کرتا ہے۔ آیت ۶
کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے سب اسرائیلی قیدیوں، کو نہ صرف مردوں کو بلکہ
عورتوں اور بچوں کو بھی، ادومی تاجروں کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور یوں سب
لوگوں کو غلامی کی حالت میں اسیر کر دیا تھا۔ ان کا گناہ غیر انسانی سلوک تھا۔
اور ان کی سزا بربادی تھی۔

۳۔ فینیکے کے دو مشہور تجارتی شہر صور اور صیدہ تھے۔ آیت ۹
سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فلستیوں کے ساتھ ایکا کر کے اسرائیلی قیدیوں
کو ادومیوں کے حوالہ کیا۔ سلیمان بادشاہ کے زمانہ میں صور کا بادشاہ
اس کا دوست رہا تھا اور دونوں ممالک کے آپس میں عہد و پیمان تھے
(۱۔ سلاطین ۵) لیکن اب صور کے لوگوں نے اسے یاد نہ کیا تھا۔ ان کا
گناہ غیر انسانی سلوک اور عہد شکنی تھا اور ان کی سزا بربادی تھی۔

۴۔ ادوم عیسو کی اولاد تھے جو یعقوب کا بھائی تھا (پیدائش ۳۶: ۱)
چاہیے کہ جس طرح ادومیوں کا باپ عیسو نے یعقوب کو معاف کیا
(پیدائش ۳۳: ۱ تا ۱۱) وہ یعقوب کے اولاد یعنی اسرائیل سے برادرانہ
سلوک کریں۔ آیت ۱۱ سے صاف ظاہر ہے کہ ان میں بے رحمی اور دشمنی اور نہ
معاف کرنے والی روح تھی۔ ان کا گناہ غیر انسانی دشمنی تھا اور ان کی
سزا بربادی ہو گئی۔ بصراہ ان کا صدر شہر تھا۔

۵۔ بنی عمون کا صدر شہر ربہ تھا۔ وہ ابراہام کے بھتیجے لوط کی
اولاد میں سے تھے۔ (پیدائش ۱۹: ۳۸) آیت ۱۳ میں عمونیوں
کی ناگفتہ بہ بے رحمی کا ذکر ہے جو کہ انہوں نے قیدی عورتوں کے
ساتھ کی تھی۔ اس غرض سے کہ ان کے شہر حدود محفوظ رہیں انہوں نے
ان بچوں کو جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے تھے قتل کئے تھے۔ ان کا گناہ
غیر انسانی سلوک تھا اور ان کی سزا ناگہانی بربادی اور اسیری تھی۔

۶۔ موآب کا صدر شہر قریوت تھا۔ وہ بھی لوط کے اولاد میں سے
تھے (پیدائش ۱۹: ۳۷)۔ آیت ۱ ایک ایسی بے حرمتی کا ذکر کرتی ہے
جو کہ موآبیوں نے اپنے دشمن کی لاش سے کی تھی۔ ان کا غرض
یہ تھا کہ ادوم کی شاہی قدرت سراسر برباد ہو کیونکہ ان کا یقین
تھا کہ اگر جسم جلایا جائے تو روح بھی برباد ہو گی۔ اسی طرح ۱۹۱۷ء
کے روسی انقلاب میں اشتمالی لوگوں نے شہنشاہ اور اس کی اولاد
کو قتل کیا اور ان کی لاشوں کو جلا دیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے
کہ موآب کا گناہ ادوم کے خلاف تھا نہ کہ اسرائیل کے خلاف۔
ان کا گناہ غیر انسانی سلوک تھا اور ان کی سزا ایسی بربادی تھی جس

میں اُن کا بادشاہ اور امراء شامل تھے۔ آیت ۳ میں قاضی سے بادشاہ مراد ہے۔

مندرجہ بالا چھ اعلانوں میں سے ہم دو ضروری اسباق اخذ کر سکتے ہیں۔

(ا) خدا سب قوموں کا خدا، اور نہ صرف اپنی خاص اُمت کا خدا ہے وہ اُن کے بُرے کاموں کے لئے اُن کو سزا دیگا، خواہ وُہ خدا کی اُمت کے خلاف یا اَوروں کے خلاف ہوں، کیونکہ خدا صادق اور عادل ہے۔

(ب) خدا ہر قسم کے غیر انسانی سلوک کو سخت گناہ سمجھتا ہے۔ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور جب انسان حیوان کی طرح بے رحمی اور انتہائی دشمنی سے اپنے ہم جنس انسان کے ساتھ پیش آتا ہے، تو خدا بہت ہی رنجیدہ ہوتا ہے اور اُس قوم کی عدالت ضرور کرے گا۔

۷۔ یہوداہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا اعلان گول مٹول سا ہے؛ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عاموس نے اپنی علانیہ تقدیم میں یہوداہ کا ذکر نہیں کیا، لیکن بعد میں یا عاموس یا مرتب نے اس کا اضافہ کیا۔ اُن کا گناہ یہ تھا کہ انہوں نے اس روشنی کے مطابق جو کہ خدا نے خاص اُن کو دی تھی عمل نہیں کیا تھا اور اُن کی سزا بربادی تھی۔

۸۔ جو اعلان نبی نے حکومت اسرائیل کے خلاف کیا وہ اوروں کی طرح "تین بلکہ چار گناہوں" کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ زیادہ طویل اور مفصل ہے۔ پہلے اسرائیل کے گناہوں کا ذکر آتا ہے (آیات ۶ تا ۸)؛ پھر اُن کا ناشکر گذار رویہ کا (آیات ۹ تا ۱۲)؛ اور آخر کار اُن کی

آنے والی شکست کا ذکر آتا ہے۔

(ا) اسرائیل کے گناہ۔ آیت ۶ کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ امیر اسرائیلیوں نے روپیے یا ایک جوڑا جوتی رشوت کے لئے استعمال کئے تھے تاکہ عدالت میں غریبوں کے انصاف کا خون ہو۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ امیروں نے مقروض غریبوں کو غلامی میں بیچ ڈالا اور یوں اُن کے پاس کافی روپے تھے جن کے ساتھ وہ اپنے واسطے شاندار جوتیوں کا جوڑا خرید سکتے تھے۔ لیکن کلیدی الفاظ "بیچ ڈالا" ہے۔ اسرائیلیوں نے اپنے غریب غربا سے ایسا سلوک کیا جیسے کہ غیر اقوام اپنے غلاموں کے ساتھ کرتے تھے۔ غزہ اور صور نے اسرائیلیوں کو بیچ ڈالا تھا، لیکن اسرائیلیوں نے بھی ایک دوسرے کو بیچ ڈالا۔

آیت ۷ کے پہلے فقرے کا یونانی ترجمہ یوں ہے "وہ مسکینوں کے سر کو زمین کے گرد میں روندتے ہیں" اور ہو سکتا ہے کہ یہ صحیح ہو۔ آیت کے آخری حصہ میں مذہبی بدچلنی کا ذکر آتا ہے۔ جب حکومت اسرائیل حکومت یہوداہ سے علیحدہ ہوگئی تو اسرائیل کے بادشاہ یربعام اول نے دو خاص عبادت گاہیں مقرر کیں جن میں سے ایک بیت ایل کی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ یروشلیم کی ہیکل میں جا کر یہوداہ کے بادشاہ کی طرف مائل نہ ہوں (۱۔ سلاطین ۱۲: ۲۶ تا ۳۳)؛ گو بادشاہ نے وہاں سونے کے بچھڑے کھڑے کئے اور لاویوں سے خدمت نہیں لی، لیکن اُس کا ارادہ یہ تھا کہ جہاں تک ہو سکے بیت ایل کی عبادت یروشلیم کی عبادت

کا نقل ہو، اور اسرائیلیوں نے سمجھا کہ یہودیوں کی طرح ہم یہوواہ خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ عاموس نے خود بیت ایل کی عبادت گاہ کو خدا کا گھر تسلیم کیا (آیت ۸)، اور جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اُس سے خداوند کے "مقدس نام" پہ اثر تھا (آیت ۷)۔ لیکن بیت ایل کی عبادت پہ اردگرد کے بُت پرست مذاہب کا ایک بڑا اثر ہو چکا تھا۔ اُن مذاہب میں زرخیزی پہ بہت زور تھا، اور ان کی تعلیم یہ تھی کہ دیوتا آپ فصلیں اور اولاد اپنے پجاریوں کو دیتا ہے بشرطیکہ لوگ اُس کی صحبت میں آئیں۔ اُن کے مندروں کے پاس کسبیاں رہتی تھیں اور بُت پرستوں کی تعلیم یہ تھی کہ جو کوئی اِن مذہبی کسبیوں سے مباشرت کرے گا وہ دیوتا کے ساتھ ایک نزدیک رشتہ پیدا کرتا ہے جس سے اچھی فصلیں اور اچھے اولاد پیدا ہوں گے۔ اسرائیلیوں نے یہ مذہبی بدچلنی اپنا لی یہاں تک کہ "باپ بیٹا ایک ہی عورت کے پاس جاتے ہیں تاکہ میرے مقدس نام کی تکفیر کرتے ہیں"۔

آیت ۸ کے معنی یہ ہیں کہ غریب، قرضداروں پہ امیروں نے ایک اور ظلم کیا، کہ انہوں نے گرو لئے ہوئے کپڑوں کو رات تک واپس نہیں دیا (خروج ۲۲: ۲۶ تا ۲۷ میں خدا کا صاف حکم ہے) یہ اُن کی سماجی بے انصافی کا ایک اور ثبوت تھا۔

ب۔ اسرائیل کا ناشکرگذار رویہ۔ اموری قوم بنی اسرائیل سے پہلے اِس پہاڑی ملک کے مالک رہے تھے جہاں بیت ایل، سامریہ، اور حکومت اسرائیل کا مرکزی صوبہ افرائیم واقع تھے۔ اُن کی زبردستی کا ذکر گنتی ۱۳: ۲۹ اور ۳۲ میں ہے۔ خدا نے انکو بنی اسرائیل کے سامنے شکست دی (آیت ۹) اور اس سے پہلے اپنی اُمت کو ملک مصر سے نکال لایا تھا اور بیابان میں انکی رہبری کی تھی (آیت ۹)

خدا نے نہ صرف اپنی اُمت کو رہائی، رہنمائی اور میراث دی تھی لیکن اُس نے اُن کی روحانی ترقی کے لئے مخصوص لوگوں کو انعام میں دیا تھا۔ اُس نے نبیوں کو دیا تھا جو اُس کے کلام کا اعلان کرتے تھے۔ اُس نے نذیروں کو بھی دیا تھا۔ نذیروں کا ذکر گنتی ۶ باب میں ہے۔ وہ خدا کے لئے مخصوص لوگ تھے، اور نہ اپنے بال کو کاٹتے تھے اور نہ ہی مے یا کسی قسم کی شراب پیتے تھے۔ سمسون ایک مشہور نذیر تھا۔ عاموس لوگوں کا ناشکرگذار رویہ اس سے ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے نذیروں کو بگاڑنے کی کوشش کی اور نبیوں کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ اِس مثال سے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خدا کی باقی مہربانیوں کے لئے بھی شکرگذار نہیں تھے (آیات ۱۱ اور ۱۲)۔

ج۔ اسرائیل کی آنے والی شکست۔ عاموس چار واضح آیات میں ایک اُمت کی تصویر کھینچتا ہے جس کو خدا نے دبایا ہے، اور یوں انکی طاقت کو کمزوری میں تبدیل کیا ہے۔ خدا وہ ہے جو کمزوروں کو توانائی دیتا ہے (یسعیاہ ۴۰: ۲۹)، لیکن وہی اُن لوگوں کو طاقت سے محروم کر دیتا ہے جو اُس سے باغی ہیں۔ بیان اتنا صاف ہے کہ مفصل تفسیر کی ضرورت نہیں۔ آیت ۱۶ میں "ننگا" سے "بغیر ہتھیار کے" مراد ہے۔

ہم جو نئے اسرائیل یعنی خدا کی کلیسیا ہیں، کیا عاموس کا الزام ہماری حالت سے کچھ کہتا ہے؟ کیا ہم غریبوں اور کمزوروں کے ساتھ انصاف سے پیش آتے ہیں؟ کیا ہمارا مذہب غیر مسیحی ماحول میں خالص رہا ہے؟ کیا ہمارے دل شکرگذاری سے لبریز ہیں کہ خدا نے ہمارے ساتھ کتنی مہربانیاں کیں؟ کیا ہم خدا کے انعامات کو قبول کرتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں؟

تبادلہ خیالات کے لئے سوال

۱۔ آپ کی دانست میں کیا خدا نے سال ۱۹۷۱ء کی جنگ میں اپنی عدالت ظاہر کی ہے؟ اگر کی ہو، تو یہ عدالت کن کن پہ ہوئی اور کن گناہوں کی وجہ سے ہوئی؟

۲۔ آج کل کی کلیسیا میں کون کون سے گناہ نمایاں ہیں؟ کیا عاموس ۳: ۹ تا ۱۲ میں موجودہ کلیسیا کے لئے کوئی ہدایت ہے؟

۳۔ خدا کیوں سماجی انصاف کے بارے میں پرواہ کرتا ہے؟ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نجات یافتہ ہوں۔

۲۔ غیر ذمہ دار قوم اور عدالت عاموس ۳ تا ۴

سندی آیت۔ عاموس ۳: ۲

"دنیا کے سب گھرانوں میں سے میں نے صرف تم کو برگزیدہ کیا ہے، اس لئے میں تم کو تمہاری بدکرداری کی سزا دونگا۔"

خلاصہ۔ غیر ذمہ دار قوم اور عدالت

۳: ۱ تا ۲ غیر ذمہ دار قوم کی سزا کا اعلان

۳: ۳ تا ۸ عدالت کا ہونا ایک لازمی اور یقینی بات ہے

۳: ۹ تا ۴: ۳ غیر ذمہ دار قوم کے حیرت انگیز گناہ، اور اسکی خوفناک سزا

۱۔ سامریہ کے گناہ حیرت انگیز ہیں آیات ۹ تا ۱۰

۲۔ آنے والی سزا کی تفصیل۔ محاصرہ اور لوٹ مار آیت ۱۱

ننانوے فی صدی بربادی آیت ۱۲

مذہبی اور سماجی بربادی آیات ۱۳ تا ۱۵

۳۔ سامریہ کی امیر خواتین کے گناہ اور انکی سزا آیات ۱ تا ۳

۴: ۴ تا ۵ غیر ذمہ دار مذہبی ریت و رسم خدا کی نظر میں گناہ ہیں

۴: ۶ تا ۱۱ غیر ذمہ دار قوم خدا کی ہدایت کے باوجود اس کی طرف رجوع نہ لائی

۴: ۱۲ تا ۱۳ عدالت کی روشنی میں توبہ کی ضرورت

تشریح

۳: ۱ تا ۲ غیر ذمہ دار قوم کی سزا کا اعلان

عاموس کا تیسرا باب ایک اعلان سے شروع ہوا ہے اور چوتھا باب ایک دعوت سے ختم ہوتا ہے "میں تم کو تمہاری ساری بدکرداری

کی سزا دوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس اے اسرائیل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ میں تجھ سے یوں کروں گا، اس لئے، اے اسرائیل، تو اپنے خدا سے ملاقات کی تیاری کر" خدا کی عدالت یقینی ہے، لیکن اب توبہ کا موقع ہے!

نبی بڑی سنجیدگی سے اپنا اعلان پیش کرتا ہے۔ بآواز میں اپنی آواز بلند کر کے وہ سب بنی اسرائیل کے نام پکارتا ہے، یعنی نہ صرف حکومتِ اسرائیل بلکہ حکومتِ یہوداہ کو بھی شامل کرتا ہے، کیونکہ ان سب کو خدا ملکِ مصر سے نکال لایا تھا اور وہ سب خدا کے برگزیدہ لوگ تھے۔ خدا نے کوہِ سیناؔ کے بیابان میں بنی اسرائیل سے یوں وعدہ کیا تھا کہ "اگر تم میری بات مانو اور میرے عہد پر چلو تو سب قوموں میں تم ہی میری خاص ملکیت ٹھہرو گے۔ اور تم میرے لئے کاہنوں کی ایک مملکت اور ایک مقدس قوم ہو گے"

(خروج ۱۹: ۵ تا ۶ - یہ کلیسیا کی حیثیت بھی ہے، ۱ پطرس ۲: ۹)

ان باتوں سے اسرائیلیوں نے سمجھا کہ ہم دوسری قوموں سے زیادہ بہتر ہیں، خدا ہم سے دوسروں سے زیادہ پیار کرتا ہے، خدا ضرور ہم کو دشمنوں پر فتح دے گا! لیکن عاموس کا پیغام اور تھا۔ خدا نے بنی اسرائیل کو برگزیدہ کر کے خاص ذمہ داری دی۔ غیر قوموں کی نسبت ان کو خدا کا زیادہ علم نصیب ہوا، ان کے پاس خدا کی شریعت تھی، بار بار خدا نے ان کی رہنمائی کی اور اپنا کلام ان کے پاس بھیجا۔ چاہیئے کہ وہ اوروں سے بہتر زندگی بسر کریں! چاہیئے کہ وہ دیگر قوموں کے لئے اچھا نمونہ ہوں! اگر نہیں، تو ان کی سزا زیادہ ہو گی۔

(دیکھیں لوقا ۱۲: ۴۷ تا ۴۸) -

۳: ۳ تا ۸ عدالت کا ہونا ایک لازمی اور یقینی بات ہے

غالباً لوگ عاموس کے اعلان پر حیران تھے اور یقین کرنے کو تیار نہیں تھے کہ خدا اپنی چنی ہوئی قوم کو سخت سزا دینے کو تھا۔ نبی ان آیات میں ایک ٹھوس ثبوت پیش کرتا ہے کہ خدا ضرور عدالت کرے گا۔ اس کا طریقہ بہت دلچسپ ہے کیونکہ وہ ساتھ ساتھ دو کام کرتا ہے۔

ا۔ آیات ۳ تا ۶ میں وہ علت و معلول کی چند مثالیں پیش کرتا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں اگر فلاں بات ہو تو اس کا ایک لازمی نتیجہ ہو گا۔ پھر آیت ۷ میں وہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا اپنے نبیوں پر اپنا بھید ضرور ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر آیت ۸ میں وہ زور سے اپنا نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ اگر شیر ببر گرجتا ہے تو نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ڈریں گے۔ اسی طرح اگر خداوند خدا نے ایک پیغام کسی نبی کو دیا، تو نتیجہ یہ ہے کہ وہ نبوت کرے گا۔ اسی طرح یہ پیغام جو میں نے دیا ہے میں اپنی طرف سے نہیں دیتا ہوں۔ یقین کرو کہ خدا کی طرف سے یہ پیغام آیا ہے ورنہ میں خاموش رہتا۔ خدا یقیناً عدالت کرے گا۔

ب۔ لیکن جو مثالیں عاموس پیش کرتا ہے، ان میں خاص معنی بھی ہیں۔ آیت ۳ کی مثال آیت ۲ پہ روشنی ڈالتی ہے۔ خدا اپنی برگزیدہ قوم کے ساتھ کس طرح اکٹھے چل سکتا اگر وہ متفق نہیں؟ اگر برگزیدہ امت گناہ پر تلی ہوئی ہو تو ان کی رفاقت خدا کے ساتھ قائم رہ ہی نہیں سکتی۔ آیات ۴ تا ۶ کی مثالیں سب خطرے کی مثالیں

جن سے ڈر پیدا ہو سکتا ہے۔ اسرائیل شیر کے شکار کی طرح ہے، اس چڑیا کی طرح جو جال میں پھنس جاتا ہے، اس شہر کی طرح جس پر دشمن حملہ آور ہیں۔ ہاں، اور یہ خدا ہی کا کام ہوگا۔ پھر آٹھویں آیت میں وہ اپنی نبوت کو دوبارہ شیر ببر کی گرج سے تشبیہ دیتا ہے (دیکھیں ۱:۲)

آیت ۶ کا دوسرا حصہ غور طلب ہے۔ بے شک اگر دشمن شہر پر حملہ کریں تو وہ لالچ یا دشمنی کی وجہ سے یہ کرتے ہیں؛ تاہم وہ خدا کی اجازت کے بغیر یہ نہیں کرتے اور ان کے حملہ سے خدا اپنی امت کو کوئی نہ کوئی سبق دینا چاہتا ہے۔ اگر عاموس آج ہم سے ہمکلام ہوتا تو شاید وہ یوں کہتا "کیا ہندوستانی فوجوں نے ہمارے ملک پر حملہ کیا اور خداوند نے انہیں نہ بھیجا ہو؟" ہمیں ان سے کیا سیکھنا ہے؟ (باب ۴ آیات ۶ تا ۱۱ کی تشریح کو بھی ملاحظہ فرمائیں)

آیت ۷ ایک ضروری دعویٰ ہے۔ عاموس کہتا ہے کہ خدا جب عدالت کرنے والا ہے پہلے سے اپنے کسی نبی کو بتاتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت دے اور ان کو توبہ کرنے کے لئے آگاہ کرے؛ لیکن یہ انتظام ہمیشہ کے لئے نہیں۔ عاموس ۸:۱۱ تا ۱۲ میں ایک ایسے وقت کا ذکر ہے جب خداوند کا کلام سننے کا قحط ہوگا۔ اگر ہم توبہ کو بار بار ملتوی کریں تو وہ وقت آئے گا جب توبہ کا موقع جاتا رہے گا۔

۳:۹ تا ۴:۳ غیر ذمہ دار قوم کے حیرت انگیز گناہ اور اس کی خوفناک سزا۔

۱۔ سامریہ کے گناہ حیرت انگیز ہیں۔ عاموس نے اشدود اور مصر میں خود منادی نہ کی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسرائیل کے گناہ اتنے حیرت انگیز تھے کہ غیر قوم ممالک بھی اگر دیکھتے تو مزید تعجب کرتے۔ تین گناہوں کا ذکر ہے یعنی "ہنگامہ، ظلم اور لوٹ مار"۔ اصل میں مطلب ایک ہی ہے۔ "ہنگامہ" سے یہ مراد ہے کہ غریبوں کے ساتھ امرا انصاف سے نہیں بلکہ زبردستی سے پیش آتے اور یوں ان پر ظلم کیا اور لوٹ لیا۔ یہ وہی گناہ ہے جس کا ذکر باب ۲: آیت ۶ میں ہو چکا ہے۔

۲۔ آنے والی سزا کی تفصیل

محاصرہ اور لوٹ مار آیت ۱۱ بالکل صاف ہے اور مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جو کچھ سامریہ کے امرا نے غریبوں سے لوٹ لیا وہی دشمن ان سے لوٹ لیں گے۔

ننانوے فی صدی بربادی۔ آیت ۱۲ کی تشبیہ صاف ہے۔ عاموس خود چرواہا تھا اور اس نے اپنے ذاتی تجربہ سے یہ تشبیہ نکالی۔ اگر شیر ببر نے جانور کی صرف دو ٹانگیں یا کان کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا ہو تو بہت کچھ باقی نہیں رہا۔ "اسی طرح بنی اسرائیل ... چھڑا لئے جائیں گے" یعنی صرف تھوڑے سے لوگ بچ جائیں گے، باقی ننانوے فی صدی برباد ہو جائیں گے۔ درمیان کا فقرہ کافی مشکل ہے۔ جو ترجمہ دیا گیا ہے "جو سامریہ میں پلنگ کے گوشہ میں اور ریشمی فرش پر بیٹھے رہتے ہیں"۔ ایک ممکن ترجمہ ہے لیکن عبرانی صاف نہیں۔ معنی یہ معلوم ہوتے ہیں کہ لوگ جن کی بربادی کا اعلان دیا گیا ہے ہر قسم کی عیش وعشرت

کی زندگی بسر کرتے ہیں (دیکھیں ۶:۳ تا ۶)۔

مذہبی اور سماجی بربادی۔ آیت ۱۴ میں بیت ایل کے مذبح کے سینگوں کا ذکر ہے۔ مذبح کے سینگ وہ جگہ تھی جہاں لوگ پناہ کے لئے بھاگ جاتے تھے (۱-سلاطین ۱:۵۰)۔ اُن کی بربادی سے نہ صرف مذہبی زندگی کی بربادی بلکہ پناہ گاہ کی بربادی مراد ہے۔ آیت ۱۵ میں امیر اسرائیلیوں کی سہولتوں کا ذکر ہے۔ غالباً اُن کی کوٹھیوں کے دو حصے تھے یعنی زمستانی گھر جس میں وہ سردی کے موسم میں رہتے تھے، اور تابستانی گھر جس میں وہ گرمی کے موسم میں رہتے تھے۔ علم آثارِ قدیمہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سامریہ کے گھروں کو امیر لوگوں نے ہاتھی دانت سے بنی ہوئی طرح طرح کی چیزوں سے آراستہ کیا تھا۔ یہ سماجی سہولتیں سب برباد ہو جائیں گی۔

۳۔ سامریہ کی امیر خواتین کے گناہ اور اُن کی سزا۔ عاموس بڑی سختی سے امیر خواتین سے مخاطب ہوتا ہے۔ وہ اُن کو "بسن کی گایو" کہتا ہے۔ بسن دریائے یردن کے مشرق کی طرف تھا۔ اس کے بیل گائے موٹے موٹے اور سخت ظالم جانور تھے۔ "مالکوں" سے "شوہروں" مراد ہے۔ سامریہ کی خواتین کا یہ گناہ تھا کہ وہ اپنے شوہروں سے عیش و عشرت کی چیزیں مانگا کرتی تھیں، اور پروا نہیں کرتی تھیں کہ ان چیزوں کے حصول غریبوں کو ستانے اور مسکینوں کو کچلنے کا باعث ہوا۔ آیات ۲ اور ۳ میں جو سزا کا بیان دیا گیا وہ عبرانی میں صاف نہیں جس لفظ کا ترجمہ "آنکڑی" (یعنی مچھلی کے شکار کا چھوٹا کانٹا) ہے، اُس کا ترجمہ "سپر" بھی جائز ہے۔ اور جس لفظ کا ترجمہ "مچھلی کی شست"

(یعنی مچھلی کے شکار کا بڑا کانٹا) ہے، اُس کا ترجمہ "برتن" یا "ٹوکری" بھی جائز ہے۔ لفظ "ہارمون" جس کا ترجمہ "قید" ہے غالباً کسی شہر کا نام ہے جو غیر ملک میں تھا، یا "ہرمون" کے لئے کسی کاتب کی غلطی ہے، یا کاتب نے ایک اور لفظ غلط لکھا جس کا ترجمہ "مزبلہ" یعنی کوڑا کرکٹ کا ڈھیر ہے۔ ہمیں اسوری نقشوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسوریوں نے اکثر اپنے قیدیوں کے ناکوں میں کانٹے لگائے اور اُن کو رسیوں سے کھینچا۔ ممکن ہے کہ اسوری لوگ اسی طرح ان خواتین کو ناک سے اسیری میں کھینچیں گے۔ ممکن ہے کہ معنی اور ہوں یعنی وہ خواتین جان سے ماری جائیں گی اور لوگ اُن کی لاشیں سپروں اور ٹوکریوں پہ اُٹھا کر شہر کے باہر مزبلہ پہ پھینک دیں گے۔

۴:۴ تا ۵ ۔ غیر ذمہ دار مذہبی رسمیت و رسم خدا کی نظر میں گناہ ہیں۔

حکومت اسرائیل میں دان اور بیت ایل کے علاوہ جلجال ایک اور مذہبی مرکز تھا (۱-سموئیل ۱۰:۸؛ ۱۱:۱۴؛ ۱۵:۲۱ وغیرہ)۔ عاموس بڑے طنز آمیز لہجے سے کہتا ہے کہ جب عملی زندگی میں ظلم اور بے انصافی ہے تو مذہبی رسمیت و رسم بے فائدہ ہیں۔ قربانی کا فرض ہر سال لوگوں پر عائد ہوتا تھا (۱-سموئیل ۱:۳ اور ۲۱) لیکن عاموس نے کہا "ہر صبح"۔ دہ یکی کو ہر تیسرے سال جمع کرنا ہوتا تھا (استثنا ۱۴:۲۸ اور ۲۶:۱۲)۔ لیکن عاموس نے کہا "ہر تیسرے روز"۔ لوگوں اور کاہنوں کو اجازت تھی کہ شکر گزاری کے ہدیہ کی خمیری روٹی کھائیں (احبار ۷:۱۱ تا ۱۴)۔ لیکن عاموس نے کہا "آگ پر گزرانو" رضا کی قربانی

لوگ دلی خوشی سے بغیر مجبوری کے دیتے تھے، لیکن عاموس نے کہا "اسے مشہور کرو"۔ یعنی وہ طنز آمیز لہجے سے کہتا ہے کہ مذہبی رسم و رسم پر تم بہت زور دیتے ہو۔ چڑھاوں پر حد سے زیادہ زور دو، کیونکہ تم ان باتوں کو پسند کرتے ہو، اور ذاتی اور سماجی انصاف کو نظر انداز کرتے ہو۔ بے شک رسم و رسم پر زور دو ..... "اور اسی طرح گناہ کرو"۔ عاموس اس پیغام کی باب ۵، آیات ۲۱ تا ۲۴ میں زیادہ تشریح دیتا ہے۔

۴:۶ تا ۱۱ غیر ذمہ دار قوم خدا کی ہدایت کے باوجود اس کی طرف رجوع نہ لائی۔

۴:۶ عاموس لوگوں کو یاد دلاتا ہے کہ اس سے پہلے خدا نے ان کو طرح طرح کی آفتوں کے ذریعہ سے ہدایت دی تھی۔ روٹی کی کمی، پانی کی کمی، فصلوں کی بیماری، وبا، اور بھونچال کے ذریعہ سے خدا نے ان کو ہدایت دی تھی، لیکن انہوں نے پروا نہ کی۔ ان آیات میں کوئی خاص مشکل نہیں۔ آیت ۶ میں لوگوں کے دانت اس لئے صاف ہیں کہ ان کو روٹی نہیں ملتی۔ آیت ۹ میں بادِ سموم گرم ہوا ہے جو پکنے والی فصل کو خراب کر دیتی ہے اور گیروئی گرم سیل کی وجہ سے آتی ہے۔ آیت ۱۰ میں "مصر کی سی وبا" شاید یہ وہی وبا ہے جس کا ذکر خروج ۹:۱۰ تا ۱۲ میں ہے اور جس کا اثر انسان اور حیوان پر ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وبا کا آغاز خونریزی سے شروع ہوتا ہے اور لاشوں کی وجہ سے بدبو پھیل گئی۔ آیت ۱۱ میں ایک بھونچال کا ذکر ہے۔ سدوم اور عمورہ کی بربادی کا ذکر پیدائش ۱۹ میں ہے۔ عاموس

کے معنی ہیں کہ جس طرح سدوم اور عمورہ کی بربادی اچانک آئی اور مکمل بربادی ہوئی، اسی طرح بھونچال سے کسی جگہ کی بربادی ہوئی۔ اور جس طرح لوط اور اس کی بیٹیاں سدوم کی آگ سے بچ نکلے اسی طرح لوگ بھونچال کی آفت سے بچ گئے۔

عاموس ایک اصول پیش کرتا ہے، کہ خدا آفتوں کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں اور اس کی طرف رجوع لائیں۔ مکاشفہ کی کتاب ہمیں سکھاتی ہے کہ کبھی کبھی ایک اس طرح کی آفت وہ مہر ہے جس کے ذریعہ خدا اپنے لوگوں کو اپنی نزدیک رفاقت اور مسیح کے دکھوں کی شراکت میں شامل کرتا ہے (مکاشفہ ۶)، کبھی کبھی وہ نرسنگا کی آواز ہے جس کی بدولت خدا ہدایت دیتا ہے (مکاشفہ ۸ تا ۱۱)، اور کبھی کبھی وہ پیالہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا غیر تائب لوگوں پر سزا دیتا ہے (مکاشفہ ۱۶)۔

۴:۱۲ تا ۱۳ عدالت کی روشنی میں توبہ کی ضرورت

جن پانچ آفتوں کا ذکر آیات ۶ تا ۱۱ میں ہوا، وہ ان لوگوں کے لئے جو ان سے بچ نکلے تھے یعنی حکومت اسرائیل کے لئے عبرت اور ہدایت کا باعث تھیں۔ لیکن جو آفت اسرائیل پر جلد آنے والی تھی یہ ہدایت کے لئے نہیں بلکہ سزا کے لئے تھی۔ چنانچہ عاموس لوگوں سے منت کر کے کہتا ہے کہ "تو اپنے خدا سے ملاقات کی تیاری کر"۔ آیت ۱۱ تک وہ "تم" کہتا تھا، اب وہ "تو" استعمال کرتا ہے۔ یہ شخصی پیغام ہے جب تک لوگ انفرادی طور پر توبہ نہ کریں تب تک امت یا کلیسیا کی

توبہ نہیں ہو سکتی۔

پھر آیت ۱۳ میں عاموس اُس خدا کی صفتیں پیش کرتا ہے جن سے ملاقات کرنا ہوگا۔ وہ کوئی معمولی دیوتا تو نہیں وہ آسمان و زمین کا خالق ہے۔ وہ انسان کے پوشیدہ خیالات سے واقف ہے۔ وہ سورج گرہن بھیج کر دن کو تاریک کر سکتا ہے اور اُس کی آواز آسمان میں بھونچال سی گرج سنائی دیتی ہے۔ وہ ربّ الافواج اور خداوند ہے۔ خدا قادر ہے اور ہم اُس کو روک نہیں سکتے اور نہ ہی دھوکا دے سکتے ہیں۔

اور ہم جو جانتے ہیں کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح پھر آئے گا اور زندوں اور مُردوں کی عدالت کرے گا، کیا ہم اُس سے ملاقات کی تیاری کرتے ہیں؟ اب موقع ہے، اور رحم کا دروازہ کھُلا ہے، لیکن وہ وقت آئے گا جب توبہ نہیں ہو سکے گی بلکہ "عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لے گی ..... زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے"

(عبرانیوں ۹: ۲۷، ۳۱)

تبادلۂ خیالات کے لئے سوال

۱۔ عاموس ۳: ۶ اور ۴: ۶ تا ۱۱ کی روشنی میں کیا آپ سوچتے ہیں کہ آج کل خدا کا ہاتھ ہر قسم کی بلا پر موجود ہے، اور کہ ہر قسم کی آفت خدا کی طرف سے ہے، کیا خدا کا ہاتھ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں نمایاں تھا؟

۲۔ عاموس ۳: ۷ کی روشنی میں نبوت پر تبادلۂ خیالات کریں۔ کیا آج کل خدا کوئی نبی بھیجتا ہے؟ وہ اپنی مرضی ہم پر اور کلیسیا پر کس طرح ظاہر کرتا ہے؟

۳۔ عاموس ۲:۱۴ تا ۵ پر غور کریں۔ کیا ہم آج کل شخصی اور کلیسیائی زندگی میں مذہب کی ظاہری صورت پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں اور عملی صداقت پر ضرورت سے کم زور دیتے ہیں؟

۳۔ صداقت کی تلاش

سندی آیت عاموس ۵ : ۱۵ ک

"بدی سے عداوت اور نیکی سے محبت رکھو اور پھاٹک میں عدالت کو قائم کرو"

خلاصہ ۔ صداقت کی تلاش

باب ۵ ۔ صداقت کے حق میں فیصلہ کرنے کی ضرورت

۱۔ نوحہ ۔ قومی صدری کی عدالت یقینی ہے۔ آیات ۱ تا ۳

۲۔ غلط تلاش چھوڑکر خداوند کی تلاش کے لئے دعوت آیات ۴ تا ۹

۳۔ اسرائیل میں صداقت کا انکار ۔ آیات ۱۰ تا ۱۳

۴۔ صداقت کی تلاش کے لئے دعوت ۔ آیات ۱۴ تا ۱۵

۵۔ نوحہ ۔ خداوند عدالت کرتے ہوئے اسرائیل میں سے گزرے گا۔ آیات ۱۶ تا ۱۷

۶۔ خداوند کا دن عدالت کا دن ہوگا ۔ آیات ۱۸ تا ۲۰

۷۔ غلط عبادت چھوڑکر عدالت اور صداقت کی تلاش کے لئے دعوت۔ آیات ۲۱ تا ۲۴

۸۔ غلط عبادت کا یقینی نتیجہ عدالت ہوگی ۔ آیات ۲۵ تا ۲۷

باب ۶ ۔ صداقت کے انکار کا یقینی نتیجہ عدالت ہوگی ۔

۱۔ بے پروا اور ظالم رئیس قوم کی عدالت آیات ۱ تا ۷

۲۔ عدالت میں موت، ڈر، اور بربادی ۔ آیات ۸ تا ۱۱

۳۔ اسرائیل کی برائی خلاف قدرت ہے ۔ آیت ۱۲ ۔

۴۔ وقتی خوشحالی جاتی رہے گی ۔ سارے ملک کی اسیری ہوگی ۔ آیات ۱۳ تا ۱۴

تشریح

دیباچہ ــــ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ عاموس پڑھا ہوا ہو لیکن غالباً اس نے موجودہ کتاب ساری کی ساری نہیں لکھی ۔ اس نے یہودیہ کے تقوع سے سفر کرکے بیت ایل میں نبوت کی ۔ ہمیں پتہ نہیں کہ اس نے کتنے دن تک نبوت کی اور آیا کہ اس نے بعد میں سامریہ میں یا حکومت اسرائیل کے کسی اور شہر میں نبوت کی ہو ۔ بعد میں کسی مرتب نے عاموس کی نبوتوں کو کتاب کی شکل میں قلمبند کیا ہو سکتا ہے کہ مرتب نے عاموس کی کچھ تحریر حاصل کی ہو یا اس کی زبانی سنکر کچھ نہ کچھ لکھا ہو، اور ساتھ ہی طرح طرح کے لوگوں سے دریافت کرکے قلمبند کیا ہو ۔ کبھی کبھی ایک پورا پیغام یاد میں آیا ہوگا، جیسے کہ پہلے دو ابواب میں غالباً عاموس کی پہلی تقریر تفصیلاً پیش ہوئی ۔ کبھی کبھی کسی پیغام کا مفہوم یا اس کا کوئی ایسا حصہ یاد میں رہا ہوگا جو زیادہ واضح یا قابل یاد رکھنے کا تھا ۔ مثلاً ابواب ۵ اور ۶ میں مندرجہ بالا بارہ حصے غالباً علیحدہ علیحدہ نبوتوں سے لئے گئے ہیں ۔ ہم کو یقین ہے کہ مرتب نے روح القدس کے الہام سے ان کو ترتیب دی تاکہ خدا کا کلام ان کی بدولت ہر زمانہ میں واضح ہو ۔

خلاصہ پڑھنے سے یہ بات عیاں ہے کہ اِن دو ابواب میں مرتب نے ایسے نبوتوں کو جمع کیا ہے جن کا تعلق چار مضامین سے ہے اور وہ مضامین بار بار پیش کئے گئے ہیں یعنی صداقت کا اِنکار، عدالت کا اعلان، صداقت کی غلط تلاش، اور صداقت کی صحیح تلاش۔ اِس غرض سے کہ ہم عاموس کی تعلیم زیادہ صفائی سے پیش کریں، ہم اِن ابواب کی تشریح آیت بہ آیت نہیں بلکہ مضمون بہ مضمون کریں گے۔ خلاصہ پھر یوں ہوگا۔

صداقت کی تلاش

۱۔ صداقت کا اِنکار ۵:۷، ۱۰، ۱۱ اور ۱۲، ۱۳۔
۶:۱ تا ۶، ۱۲، ۱۳

۲۔ عدالت کا اعلان۔ ۵:۱ تا ۳، ۶ب، ۹، ۱۱ب، ۱۲، ۱۶، ۱۷، ۱۸ تا ۲۰، ۲۴۔ ۶:۷، ۸ تا ۱۱، ۱۴

۳۔ صداقت کی غلط تلاش۔ ۵:۵، ۲۱ تا ۲۳، ۲۵ تا ۲۶

۴۔ صداقت کی صحیح تلاش۔ ۵:۴، ۶ اور ۸، ۱۴، ۱۵، ۲۴

۱۔ صداقت کا اِنکار

ایک عام الزام ۵:۷ اور ۶:۱۲ میں پیش کیا گیا ہے۔ امیر لوگ عدالت کو ناگردنا اور صداقت کو خاک میں ملا دیتے ہیں، وہ عدالت کو اِندراین اور ثمرۂ صداقت کو ناگردنا بنا رکھتے ہیں۔ ناگردنا اور اِندراین کڑوی چیزیں ہیں، اور اِندراین کی یہ صفت بھی ہے کہ

جس میں وہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اندر کڑوا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ عدالت اور صداقت کی ظاہری صورت تو تھی لیکن حقیقت میں اُن کا اِنکار تھا۔ (متی ۲۳: ۲۵ تا ۲۸ میں خداوند یسوع مسیح اس قسم کی ریاکاری کو ملامت کرتا ہے) خاک میں ملا دینے سے پامال کرنا مراد ہے۔

۶:۱۲ کے پہلے حصہ میں دو سوالات ہیں اور غالباً صحیح ترجمہ یوں ہے "کیا چٹانوں پر گھوڑے دوڑیں گے، یا کوئی بیلوں سے سمندر پر ہل چلائے گا؟" یہ دونوں باتیں خلافِ قدرت اور ناممکن ہیں، اور اگر ہم یہ کرنے کی کوشش کریں تو نقصان ضرور ہوگا۔ اسی طرح جب ہم بے انصافی کرتے ہیں تو ہم خدا کے مقرر شدہ انتظام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ نقصان ہوگا۔

۵:۱۰ تا ۱۳۔ ایسی بے انصافیوں کا ذکر کرتے ہیں جو "پھاٹکوں" میں ہوتے تھے۔ شہر کے پھاٹک میں ایک کھلی جگہ تھی جہاں مقامی رئیس فیصلہ کیا کرتے تھے (روت ۴: ۱۔ ایوب ۲۹: ۷ تا ۱۷)۔ جب کوئی سچا گواہ ظالموں کے خلاف بولتا تھا تو اُمرا نے اُس کو چُپ کرایا (آیت ۱۰)، پھر اُنہوں نے غریبوں سے جرمانہ کر کے گیہوں چھین لیا (آیت ۱۱)۔ اُنہوں نے بے گناہ لوگوں کو تنگ کیا، امیروں سے رشوت لی اور جب کوئی مسکین دعویٰ کرنا چاہتا تھا تو اُنہوں نے اُس کی نہ سنی (آیت ۱۲)۔ غرض، عدالتوں میں اتنی بے انصافی تھی کہ یہ عقل کی بات تھی کہ خاموش رہے اور احتجاج نہ کرے (آیت ۱۳)

۶:۱ تا ۶ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بے انصافی کس طرح

زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے "جن کے پاس بنی اسرائیل آتے" تھے، ان کی طرف سے انصاف ہونا چاہیے تھا۔ سماجی انصاف قائم کرنے میں سب لوگوں کی ذمہ داری برابر نہ تھی کیونکہ یہ جمہوریت نہ تھی، لیکن بادشاہ اور رئیس قوم کے شرفا کی خاص ذمہ داری تھی۔ اور وہ بیکار تھے، وہ باراحت اور بے فکر تھے (آیت ۱)۔ صیہون کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ عاموس یہوداہ کے رئیس کو بھی شامل کرتا ہے، لیکن آیت ۶ سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے خیالات زیادہ تر حکومت اسرائیل پر ہیں کیونکہ "یوسف" سے مراد "حکومت اسرائیل" ہے، جس کا صدر شہر سامریہ افرائیم کے صوبہ میں تھا۔ (افرائیم یوسف کا بیٹا تھا۔) ان رئیس کا یہ خیال نہ تھا کہ ہم پر کسی قسم کی بلائیں آئیں گی۔ آیت ۲ کے معنی ہیں کہ جس طرح دشمن نے ارام کے شہر کلنہ اور حمات عظیم کو فتح کیا تھا ویسے ہی وہ سامریہ پر بھی فتح حاصل کر سکتا ہے اور جس طرح یہوداہ کے بادشاہ عزیاہ نے جات کو برباد کیا (۲۔ تواریخ ۶:۲۶) اسی طرح سامریہ برباد کیا جائے گا۔ آیت ۲ کے آخری دو فقروں سے یہ مراد ہے کہ نہ اسرائیل ان سے مضبوط ہے اور نہ ہی وہ اسرائیل سے مضبوط ہیں، کوئی فرق نہیں۔ لیکن قوم کے رئیس بے پرواہ تھے اور انہوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ عدالت کا دن دور ہے، سو ہم آج کل ظلم کر سکتے ہیں (آیت ۳)۔ وہ بہت سستی اور آرام کی زندگی عیش و عشرت میں بسر کرتے تھے اور بروں اور نوزاد بچھڑوں کا نرم گوشت کھایا کرتے تھے (آیت ۴)۔ وہ موسیقی سے بہت لطف اٹھاتے تھے (آیت ۵)، اور بہت ہی مے اور معطر تیل استعمال

کرتے تھے (آیت ۶)۔ جس لفظ کا ترجمہ "پیالوں" ہے، اس سے بڑے بڑے جام مراد ہیں۔ آیت کے آخری حصہ کا ترجمہ یوں ہو سکتا "لیکن یوسف کی زخمی حالت کے بارے میں بے فکر ہیں"۔ نیک سامری نے مسافر کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا (لوقا ۱۰:۳۴)۔ لیکن یہ رئیس کاہن اور لاوی کی طرح بے فکر رہے "چلو ہم تو اچھی حالت میں ہیں۔ ہم کو کیا اگر عوام تکلیف میں ہیں؟"

اس بے فکری کا ایک اور ذکر ۶:۱۳ میں ہے۔ اس آیت میں دو شہروں کے ناموں پر ضلع جگت (لفظ بازی) ہے۔ حکومت اسرائیل نے ارامیوں کے ہاتھ سے غالباً دو چھوٹے شہروں کو جیت لیا۔ ایک کا نام لودبار تھا جس کے معنی "بے حقیقت" ہیں اور دوسرا قرنیم یعنی "سینگ"۔ اصل میں جب اسور کی فوجیں آنے والی تھیں تو ایسے معمولی فتوحات بے فائدہ ثابت ہوئیں۔

۲۔ عدالت کا اعلان

عاموس صاف صاف نہیں بتاتا ہے کہ ایک ہولناک بھونچال ہوگا، اور کہ حکومت اسور حکومت اسرائیل پر حملہ کرے گی اور سارے ملک کو فتح کرکے اس کے باشندوں کو یا قتل کرے گا یا اسیری میں لے جائیگا۔ تاہم ہم تقریباً یہ سب کچھ اسکی پیشن گوئیوں سے اخذ کر سکتے ہیں۔ وہ طرح طرح کے طریقوں اور تصویروں اور مثالوں سے آنے والی عدالت کو پیش کرتا ہے۔

وہ نوحہ کرتا ہے۔ اسرائیل چھوڑی ہوئی منگیتر کی مانند ہے اور کوئی اس کی مدد نہیں کرتا (۵:۱ تا ۲)۔ سب شہر کے بازار، سب دیہات کے کسان

اور سب تاکستانوں میں شریک ہیں (۵: ۱۶ تا ۱۷)۔ نوحہ کے دستور کے بارے میں یرمیاہ ۹: ۱۷ تا ۲۱ اور متی ۹: ۲۳ کو دیکھیں۔

۶: ۱۱ میں بھونچال کا ذکر نظر آتا ہے۔ "بڑے بڑے گھر رخنوں سے اور چھوٹے شگافوں سے برباد ہوں گے"۔ ۵: ۹ میں یہ بات صاف نہیں کہ وہ "ناگہانی ہلاکت جس سے قلعوں پر تباہی آتی ہے" بھونچال کا یا دشمنوں کے حملہ کا نتیجہ ہوگا۔

دشمن کے نام کا ذکر نہیں: "میں تم پر ایک قوم چڑھا لاؤں گا" (۶: ۱۴)، لیکن وہ "دمشق سے بھی آگے" ہے (۵: ۲۷) اور دمشق کی، یعنی ریاستِ ارام کی دوسری طرف اسور کی زبردست حکومت واقع تھی۔ یربعام دوم نے "اسرائیل کی حد کو حمات کے مدخل سے میدان کے دریا تک پھر پہنچا دیا" (۲ سلاطین ۱۴: ۲۵)، لیکن اب دشمن "تم کو حمات کے مدخل سے وادی عربہ (میدان کی وادی) تک پریشان کرے گی"۔ عاموس ۶: ۱۴ کے معنی یہ ہیں کہ اسوری دشمن سارے ملک کو فتح کریں گے۔ حمات کا مدخل شمال کی طرف ارامی سرحد پر تھا اور وادی عربہ بحیرہ مردار کے جنوب پر تھا۔ اسرائیلی افواج میں سے نوّے فی صدی برباد ہو جائے گی (۵: ۳)۔ سامریہ میں "ساری معموری" یعنی مرد، عورتیں، بچے، جانور، سامان، سب کچھ دشمن کے حوالہ کیا جائے گا (۶: ۸)۔ افرائیم کی پہاڑی ملک میں دشمن شہروں کو آگ سے جلائے گا اور بیت ایل بھی بچ نہ جائے گا (۵: ۶)۔ رئیس قوم کے شرفا پہلے اسیروں میں سے ہوں گے (۶: ۷)، ان کی عیش و نشاط کا خاتمہ ہو جائے گا؛ اور وہ نہ اپنے تراشے ہوئے پتھروں کے

مکان میں رہیں گے۔ اور نہ ہی اپنے تاکستانوں کی مے پئیں گے (۵: ۱۱)۔ امت کی جلاوطنی دمشق سے بھی آگے یعنی اسور میں ہوگی (۵: ۲۷)۔ شاہِ اسور سرجون کے ایک نقش سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ ۷۲۱ قبل از مسیح میں اسوری بادشاہ نے ستائیس ہزار (۲۷۰۰۰) اسرائیلیوں کو اسیر کر دیا۔ (۲۔ سلاطین ۱۷: ۵ تا ۶ کو بھی دیکھیں)

لیکن عدالت کا سب سے ہولناک پہلو یہ ہوگا کہ خدا اپنی امت کے خلاف ہوگا۔ ایمانداروں کے لئے یہ عجیب اور تسلی بخش وعدہ ہے کہ "خدا ہمارے ساتھ ہے" (یسعیاہ ۷: ۱۴؛ متی ۱: ۲۳)، لیکن ظالم اور نافرمان قوم کے ہر ایک فرد کے لئے یہ ہیبت ناک پیشین گوئی ہے جب خدا فرماتا ہے کہ "میں تجھ میں سے ہو کر گزروں گا" (۵: ۱۷) اسرائیلیوں نے سوچا کہ "خداوند کا دن" وہ دن ہوگا جب ان کا خداوند یہوواہ دوسری قوموں کے دیوتاؤں پر نمایاں فتح پا کر اسرائیل کو کامیابی اور سرفرازی دے گا۔ لیکن عاموس چند سادہ مثالوں سے ثابت کرتا ہے کہ نافرمان اور ظالم قوم کے لئے خداوند کا دن ڈر اور خطرہ اور تاریکی کا دن ہوگا (۵: ۱۸ تا ۲۰)۔ سب سے دل سوز تصویر ۶: ۹ تا ۱۰ میں ہے۔ آیت ۱۰ میں ترجمہ "جو اس کو جلاتا ہے" درست نہیں، کیونکہ اسرائیلی اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے تھے۔ درست ترجمہ یہ ہے "جو اس کے لئے بخور جلاتا ہے" (دیکھیں ۲۔ تواریخ ۱۶: ۱۴)۔ یہ اس وقت کا دستور تھا کہ جب لاش اٹھائی گئی تاکہ گھر سے نکالی جائے تو رشتہ دار پوچھا کرتا تھا "کیا کوئی اور تیرے ساتھ ہے؟" اور غمزدہ جواب دیا کرتا تھا "جی نہیں۔ خداوند تجھے برکت دے" لیکن زمانہ اتنا خراب ہوگا کہ لوگ

خداوند کے نام لینے سے بھی ڈریں گے، ایسا نہ ہو کہ اُن کا دشمن خدا پرستنگر اُن پر پھر ٹوٹ پڑے۔ "اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں (یعنی کرتے جائیں) تو ..... عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضبناک آتش باقی ہے جو مخالفوں کو کھا لے گی ..... زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے" (عبرانیوں ۱۰:۲۶، ۲۷، ۳۱)

۴۔ صداقت کی غلط تلاش

۵:۵ میں تین زیارت گاہوں کا ذکر ہے۔ بیت ایل اور جلجال کا ذکر ۴:۴ میں ہو چکا ہے۔ بیرسبع یہوداہ کے جنوب بیابان کے پاس تھا اور وہاں جانا لمبا سفر تھا۔ لیکن عاموس کہتا ہے کہ زیارت سے ہم راستبازی حاصل نہیں کر سکتے۔

۵:۲۱ تا ۲۳ میں قریباً وہی پیغام ہے جو ہم نے ۴:۴ تا ۵ میں دیکھا ہے۔ اگر اخلاقی زندگی میں بے انصافی ہو تو خدا عبادت کی طرح طرح کی رسومات قبول نہیں کرے گا۔ بے شک اسرائیلیوں کی عبادت میں کچھ نہ کچھ بت پرستی تھی لیکن جن قربانیوں کا ذکر آیت ۲۲ میں ہے وہ سب شریعت کے مطابق تھیں (دیکھیں خروج ۲۹:۳۸ تا ۴۲، احبار ۲ اور ۳) اسی طرح آیت ۲۳ سے یہ مراد نہیں کہ خدا کے حضور زبور گانا نامقبول ہے۔ لیکن وہ مذہبی ریت و رسم جن کا روزمرہ کی تبدیل شدہ زندگی سے کوئی تعلق نہیں، خدا اِن کو منظور نہیں کرتا۔ مسیح کے قول کے مطابق عاموس کا پیغام تھا "تم نے شریعت

کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے" (متی ۲۳:۲۳)۔

آیت ۲۵ کے یہ معنی نہیں کہ بنی اسرائیل نے ذبیحے اور نذر کی قربانیاں بیابان میں نہیں چڑھائیں، بلکہ خدا نے اُن کو اس سے زیادہ سکھایا۔ اُس نے دس حکم اُن کو سکھائے (خروج ۲۰) اور اُن کی سماجی اور معاشرتی زندگی کے لئے بہت سے احکام دیئے (مثلاً خروج ۲۱ تا ۲۳، استثنا ۱۲ تا ۲۶ وغیرہ) اُس نے اُن سے کہا کہ "اپنے آپ کو مقدس کرنا اور پاک ہونا کیونکہ میں پاک ہوں" (احبار ۱۱:۴۴)۔ "پس اے اسرائیل! خداوند تیرا خدا تجھ سے اس کے سوا اور کیا چاہتا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا خوف مانے اور اُس کی سب راہوں پر چلے اور اُس سے محبت رکھے اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے" (استثنا ۱۰:۱۲)۔ "تو انتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔ میں خداوند ہوں" (احبار ۱۹:۱۸)

۵:۲۶ ایک مشکل آیت ہے۔ ملکوم کا معنی غالباً مولک تھا جو عمونیوں کا دیوتا تھا (۱ سلاطین ۱۱:۵، ۷)، اور "کیوان" سیارہ زحل ہے جس کا ایک اور نام "رفان" تھا (اعمال ۷:۴۳)۔ ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ عاموس موجودہ اسرائیل پر الزام لگاتا ہے کہ اُن کی عبادت میں بتوں کا پوجنا اور ستاروں کی پرستش ملی ہوئی تھی۔

۴۔ صداقت کی صحیح تلاش

عاموس کو اُمید نہ تھی کہ سب اسرائیل توبہ کرنے کو تھے لیکن اس کی کوشش یہ تھی کہ سامعین میں سے چند لوگ خدا کی طرف رجوع لائیں "شاید خداوند ربّ الافواج بنی یوسف کے بقیہ پر رحم کرے" (۵:۱۵)۔ بے شک سننے والوں میں سے چند لوگوں نے توبہ کی اور ایسے لوگوں کی وجہ سے کتاب مقدس میں عاموس کی نبوتوں کا ذکر قلمبند ہوا۔ سب اسرائیلی لوگ اسیر نہیں ہوئے۔ چند لوگ بچ گئے۔ ۲ تواریخ ۳۰ باب میں اس بات کا ذکر ہے کہ حزقیاہ بادشاہ نے ان کو عید فسح منانے کے لئے مدعو کیا (آیات ۱، ۶ تا ۹) اور گو بعض نے انکار کیا بعض لوگوں نے "فروتنی کی اور یروشلیم کو آئے"۔

(آیات ۱۰ تا ۱۱)

اسرائیلیوں کے سامنے عاموس نے ایک نشانہ پیش کیا کہ "عدالت کو پانی کی مانند اور صداقت کو بڑی نہر کی مانند جاری رکھ" (۵:۲۴) لیکن اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ اپنی ذاتی کوشش سے اس نشانہ تک پہنچ سکتے تھے۔ اس سے پہلے کہ صداقت بڑی نہر کی مانند جاری ہو سکتی ہے تو اس کی تلاش کی ضرورت ہے۔ "تم میرے طالب ہو اور زندہ رہو" (آیت ۴)۔ "تم خداوند کے طالب ہو اور زندہ رہو" (آیت ۶) "بدی سے نہیں بلکہ نیکی کے طالب ہو تاکہ زندہ رہو اور خداوند ربّ الافواج تمہارے ساتھ رہے گا" (آیت ۱۴)۔ "بدی سے عداوت اور نیکی سے

محبت رکھو اور پھاٹک میں عدالت قائم کرو" (آیت ۱۵)۔

صداقت کی صحیح تلاش زندہ خداوند کی تلاش ہے۔ وہی ستاروں کا خالق اور مالک ہے، وہ دن اور رات، سمندر اور بارش اور طوفان پر حکمران ہے۔ وہ "نامعلوم خدا" تو نہیں، اس کا نام یہوواہ خداوند ہے، وہی جس نے کوہِ سینا پر بنی اسرائیل کے ساتھ عہد باندھا ہے (آیت ۸)۔ اور عاموس کی ساری نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا عادل اور صادق ہے، اور وہی صداقت اور عدالت کا سرچشمہ ہے۔ اگر ہم خدا کے طالب ہوں گے تو اس کے یہ قیمتی وعدے ہیں: "تم مجھے ڈھونڈو گے اور پاؤ گے، جب پورے دل سے میرے طالب ہو گے اور میں تم کو مل جاؤں گا؛ خداوند فرماتا ہے" (یرمیاہ ۲۹:۱۳ تا ۱۴) "ڈھونڈو تو پاؤ گے" (متی ۷:۷)۔ "جو کوئی میرے پاس آئے گا اسے میں ہرگز نکال نہ دوں گا" (یوحنا ۶:۳۷)۔ خدا ہمیں حقیقی زندگی بخش دیتا ہے، اور ہمارے دلوں میں بدی سے عداوت اور نیکی سے محبت رکھنے کی توفیق پیدا کرتا ہے۔ پھر ہم صحیح اس کی عدالت قائم کر سکیں گے اور ہمارے ذریعہ سے خدا کی عدالت پانی کی مانند اور اس کی صداقت بڑی نہر کی مانند جاری ہوگی۔ اسی طرح مسیح نے کہا کہ "جو مجھ پر ایمان لائے گا اس کے اندر سے ...... زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہونگی" (یوحنا ۷:۳۹)

تبادلہ خیالات کے لئے سوال

۱۔ اسرائیل میں بادشاہ اور رئیس قوم کے شرفا سماجی انصاف کے ذمہ دار تھے۔ پاکستان جیسی جمہوریت میں کون ذمہ دار ہے؟ کیا ہم جو مسیحی ہیں اس کے بارے میں کچھ کر سکتے ہیں؟

۲۔ ۶:۱ تا ۶ کی روشنی میں کیا یہ اچھی بات ہے کہ امیر مسیحیوں کے پاس ٹی وی سیٹ اور کاریں ہوں جب کہ پاکستان میں بیشتر لوگ خواہ مسیحی ہوں یا غیر مسیحی بڑی مشکل سے گذارا کرتے ہیں؟

۳۔ ۱۳-۱۵ کی روشنی میں کیا مسیحی کو کبھی کبھی بے انصافی کے سامنے خاموش رہنا چاہئے؟ اس کو کب بولنا اور احتجاج کرنا چاہیئے؟

۴۔ صداقت اور عدالت کا پیامبر۔ عاموس ۷:۱ تا ۸:۳

سندی آیات۔ عاموس ۷:۱۴ب تا ۱۵

"میں نہ نبی ہوں نہ نبی کا بیٹا، بلکہ چرواہا اور گولر کا پھل بٹورنے والا ہوں۔ اور جب میں گلہ کے پیچھے پیچھے جاتا تھا، تو خداوند نے مجھے لیا اور فرمایا کہ جا، میری قوم اسرائیل سے نبوت کر۔"

خلاصہ۔ صداقت اور عدالت کا پیامبر

۷:۱ تا ۳	پہلی رویا۔ ٹڈیاں
۷:۴ تا ۶	دوسری رویا۔ آگ
۷:۷ تا ۹	تیسری رویا۔ ساہول
۷:۱۰ تا ۱۷	امصیاہ کاہن اور عاموس نبی
۸:۱ تا ۳	چوتھی رویا۔ میووں کی ٹوکری

تشریح

دیباچہ۔

ہم نے دیکھا ہے کہ عاموس نے کس طرح اسرائیلیوں کے سامنے خدا کی صداقت اور عدالت کو پیش کیا اور ان سے منت کی کہ وہ خدا کے طالب ہوں اور عدالت سے بچ جائیں۔ اس نے دعویٰ

کیا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہو گیا ہے اور میری نبوت کی باتیں اُسی
کی طرف سے ہیں (۳: ۷ تا ۸)۔ اب ہم اُس کی نبوت کے عروج
تک پہنچ گئے ہیں، جہاں وہ اُن رویتوں کو پیش کرتا ہے جن کے وسیلہ
سے خدا نے اُسے بلایا تھا۔ بے شک یرمیاہ نبی نے بعد میں صفائی سے
کہا کہ خدا کے کلام کے مقابلہ میں جھوٹے نبی کے خواب کچھ نہیں۔ "جس
نبی کے پاس خواب ہے وہ خواب بیان کرے، اور جس کے پاس
میرا کلام ہے وہ میرے کلام کو دیانتداری سے سنائے۔ گیہوں
کو بھوسے سے کیا نسبت؟ خداوند فرماتا ہے۔ کیا میرا کلام آگ کی مانند
نہیں ہے؟ خداوند فرماتا ہے، اور ہتھوڑے کی مانند جو چٹانوں کو
چکنا چور کر ڈالتا ہے؟" (یرمیاہ ۲۳: ۲۸ تا ۲۹)۔ آج کل
ماہرینِ نفسیات ہمیں سکھاتے ہیں کہ خوابوں سے ہم لوگوں کی چھپی
ہوئی خواہشات اور پریشانیوں کو معلوم کر سکتے ہیں۔ تاہم خدا کبھی
نہ کبھی خواب کے ذریعہ اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے (مثلاً پیدائش ۴۱؛
دانی ایل ۲۔ متی ۱: ۲۰ اور ۲: ۱۲، ۱۳، ۲۲)۔ لیکن رویا خواب سے فرق
ہے۔ رویا میں دیکھنے والا سوتا تو نہیں بلکہ جاگتا ہے، اور خدا اس کی
کھلی آنکھوں کے سامنے اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے۔ خدا نے اپنی مرضی
ظاہر کرنے کے لئے نہ صرف عاموس کے کانوں کو بلکہ اس کی آنکھوں کو
بھی کھولا۔ عاموس ۱: ۱ میں ہم نے عنوان پڑھا کہ "عاموس کا کلام...
... بھونچال سے دو سال پہلے رویا میں نازل ہوا" اور اس سے
ہم سمجھتے ہیں کہ یہ رویتیں عاموس کے پیغام کا مرکز تھیں
اگرچہ یہ رویتیں عاموس کے پیغام کا عروج تھیں، لیکن غالباً اس

نے ان کو بیت ایل جانے سے پہلے تقوع کے آس پاس دیکھا ہوگا، اور
یہ اُس کے بلاوے میں حصہ دار تھیں۔ تیسری اور چوتھی رویا کے درمیان
امصیاہ کاہن کی دھمکیوں اور عاموس کے جواب کا ذکر اس لئے آ گیا
ہے کہ تیسری رویا میں یربعام بادشاہ کا ذکر پہلی مرتبہ آتا ہے، اور آیات
۱۰ تا ۱۷ ہمیں بتاتی ہیں کہ یربعام بادشاہ نے عاموس کے بارے میں کیا کیا۔
تشریح میں ہمارا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے ان چاروں رویتوں کو اکٹھے سمجھائیں
اور بعد میں آیات ۱۰ تا ۱۷ کے معنی کھولیں۔

ایک اور عام بات قابلِ ذکر ہے: ۷: ۱ تا ۸: ۳ کی عبرانی بہت صاف
اور اچھی زبان ہے۔ ممکن ہے کہ عاموس نے یہ خود لکھا ہو یا اُس نے اس
کی املا کسی کاتب کو کیا ہو۔ پہلی اور دوسری رویتیں ایک شکل کی ہیں۔ عاموس
رویا کا مختصر بیان کر کے ذکر کرتا ہے کہ اُس نے قوم کی خاطر خدا سے سفارش
کی اور خدا نے باز آنے کا فیصلہ کیا۔ تیسری اور چوتھی رویتیں بھی ایک سی
ہی شکل کی ہیں۔ عاموس رویا دیکھتا ہے۔ خدا اُس سے پوچھتا ہے کہ تو کیا
دیکھتا ہے؟ عاموس جواب دیتا ہے۔ پھر خدا رویا کی تشریح کرتا
ہے کہ "میں اُن سے درگزر نہ کروں گا"۔

۷: ۱ تا ۳۔ پہلی رویا۔ ٹڈیاں

شاید وہ واقعہ جو عاموس نے پہلی رویا میں دیکھا وہی تھا جس
کا ذکر عاموس ۴: ۹ میں ہو چکا ہے، لیکن عاموس صرف ایک پہلو
کو پیش کرتا ہے۔ رویا میں خدا نے ٹڈیوں کو پیدا کیا، جس کے
معنی یہ ہیں کہ ٹڈیوں کا آنا خدا کی طرف سے ہوا۔ اس بات کا خاص

ذکر ہے کہ ٹڈیوں کا چارے پر کیا اثر ہوا۔ قانونی حکم یہ تھا کہ چارے کی پہلی کٹائی بادشاہ کو دی جائے، اور بعد میں لوگ دوسری کٹائی اپنے جانوروں کو کھلا سکتے تھے۔ ٹڈیوں کا اثر عوام کے جانوروں پر اور نہ ہی بادشاہ کے جنگی گھوڑوں پر ہوگا۔ عاموس نے خدا سے منت کی کہ وہ اپنی قوم کو معاف فرمائے اور خدا نے باز آنے کا وعدہ کیا۔

۷: ۴ تا ۶ دوسری رویا۔ آگ

شاید وہ واقعہ جو عاموس نے دوسری رویا میں دیکھا وہی تھا جس کا ذکر عاموس ۴: ۷ تا ۸ میں ہو چکا ہے۔ عاموس کے زمانہ میں عام خیال یہ تھا کہ زمین کے نیچے ایک سمندر ہے جو سب سوتوں کا سرچشمہ ہے، اور لوگ اس سمندر کو بحرِ عمیق کہتے تھے۔ عاموس کی رویا کے معنی یہ ہیں کہ گرمی کی شدت اور بارش کی کمی کی وجہ سے سوتیاں بھی سوکھ گئیں اور فصلیں برباد ہونے والی تھیں۔ "مقابلہ" کرنے سے یہ مراد ہے کہ خدا اپنی قوم کے خلاف یہ کرتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہ سے باز آئے۔ (دیکھیں یسعیاہ ۳: ۱۳ اور ۱: ۱۸ اور یرمیاہ ۲: ۹)۔ عاموس نے پھر خدا سے منت کی کہ وہ اپنی قوم کو معاف فرمائے اور خدا نے باز آنے کا وعدہ کیا۔

عاموس کی طرح اور نبیوں اور رہنماؤں نے اپنی قوم کی خاطر خدا سے معافی مانگی، مثلاً موسیٰ (خروج ۳۲: ۹ تا ۱۴ اور ۳۰ تا ۳۵)، سموئیل (۱۔ سموئیل ۱۲: ۱۹ تا ۲۵)، یسعیاہ (۲۔ سلاطین ۱۹: ۱ تا ۷)، حزقیاہ بادشاہ (۲۔ سلاطین ۱۹: ۱۴ تا ۱۹)، عزرا (عزرا ۹: ۵ تا ۱۵)،

اور نحمیاہ (نحمیاہ ۱: ۵ تا ۱۱)۔ اور خدا نے ان کی دعائیں سنیں۔ عاموس کی درخواستوں سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنگدل آدمی نہیں تھا جو اسرائیلیوں کی بربادی پر خوش تھا، لیکن وہ ان کا ہمدرد اور خیرخواہ تھا۔ تاہم ایک ایسا وقت آتا ہے جب لوگوں نے خدا کی ہدایت کو بار بار نظرانداز کیا ہے، اور سفارشی دعا کے جواب میں خدا کی فرمائش نفی میں ہے۔ خداوند نے یرمیاہ کو فرمایا کہ "اگرچہ موسیٰ اور سموئیل میرے حضور کھڑے ہوتے تو بھی میرا دل ان لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ ان کو میرے سامنے سے نکال دے کہ چلے جائیں . . . . بس ان لوگوں کے لئے دعا نہ کر اور نہ ان کے واسطے اپنی آواز بلند کر اور نہ منت کر، کیونکہ جب یہ اپنی مصیبت میں مجھے پکاریں گے میں ان کی نہ سنوں گا" (یرمیاہ ۱۵: ۱ اور ۱۱: ۱۴)۔ اسی طرح وقت آگیا کہ خدا نے عاموس سے کہا کہ "میں پھر ان سے درگزر نہ کرونگا"۔

۷: ۷ تا ۹ - تیسری رویا۔ ساہول

تیسری رویا میں خدا راج مستری کی شکل میں نظر آتا ہے، جس کے ہاتھ میں ساہول ہے۔ ساہول لوہے یا سیسہ کا وزن ہے جو ایک رسّے پر لٹکا ہوا ہے تاکہ مستری آزمائے آیا کہ دیوار سیدھی ہے کہ نہیں۔ میں نے ایسی پہاڑی ہٹّوں کو دیکھا ہے جو اتنی ٹیڑھی ہو گئی تھیں کہ ان کے جلد گرنے کا اندیشہ تھا۔ رویا کے معنی یہ ہیں کہ اسرائیل بالکل ٹیڑھی دیوار کی مانند ہے۔ وہ آزمایا گیا ہے اور محروم ہو جائے گا۔ پھر نویں آیت میں عاموس صفائی کے ساتھ پیشین گوئی کرتا ہے کہ حکومت

اسرائیل کی عبادتی مراکز برباد ہوں گے، اور کہ یربعام بادشاہ کے گھرانے کے خلاف خدا وند "تلوار لیکر اُٹھے گا"۔ ہم ۲ - سلاطین ۱۵: ۸ تا ۱۲ میں یہ پڑھ سکتے ہیں کہ یربعام دوم کی وفات کے بعد کیا کیا واقع ہوا۔ چھ مہینوں کے بعد یربعام کا بیٹا زکریاہ ایک سازش میں قتل ہوا، اور ایک مہینے کے بعد زکریاہ کا جانشین سلوم بھی قتل ہوا اور ایک ایسی خانہ جنگی ہونے لگی جس میں بہت ہی غیر انسانی سلوک اور بے رحمی ہوئی۔

آیت ۹ میں "اضحاق" سے حکومت اسرائیل مراد ہے (دیکھیں آیت ۱۶) اضحاق یعقوب اور عیسو کا باپ تھا، لیکن عاموس یہاں ادومیوں کو شامل نہیں کرتا۔ شاید وہ اس لئے اضحاق کا نام استعمال کرتا ہو کہ اسرائیلی لوگ اکثر بیر سبع کی طرف زیارت کرتے تھے اور بیر سبع کا خاص تعلق اضحاق سے تھا (عاموس ۵: ۵ وغیرہ، پیدائش ۲۶: ۲۳ تا ۳۳)۔

۸: ۱ تا ۳ - چوتھی رویا۔ میووں کی ٹوکری

"تابستانی میووں کی ٹوکری" کا لفظی ترجمہ "گرمی کے موسم کے میووں کی ٹوکری ہے"۔ "وقت آپہنچا" کا لفظی ترجمہ "آخر" ہے۔ عبرانی زبان میں گرمی کا موسم "قائص" ہے اور آخر "قیص" ہے یعنی دونوں الفاظ کی آوازیں کچھ ملتی ہیں۔ ساتھ ہی گرمی کے موسم کے میوے موسم بہار کے میووں کی طرح میٹھے اور مزہ دار نہ تھے، اور آخری پھل تھے۔ چنانچہ ہم یوں ترجمہ کر سکتے اس رویا کے معنی نکال سکتے ہیں "خدا وند خدا نے مجھے رویا دکھائی، اور کیا دیکھتا ہوں کہ موسم کے آخری ناقص میووں کی ٹوکری ہے ...... تب خدا وند نے مجھے فرمایا کہ میری قوم

اسرائیل اپنی آخری خراب حالت میں ہے"۔ پیشین گوئی یہ ہے کہ اسرائیل کی عبادت اور ریت رسم ختم ہو جائیں گی اور کہ قتل عام اتنا ہوگا کہ لوگ خاموشی سے لاشیں باہر پھینکیں گے۔

۷: ۱۰ تا ۱۷ - امصیاہ کاہن اور عاموس نبی

انہی آیات میں ہم پڑھتے ہیں کہ مذہبی اور قومی رہنماؤں پر عاموس کے پیغام کا کیا اثر ہوا۔ امصیاہ غالباً بیت ایل کا سردار کاہن تھا، اور نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی رہنما بھی تھا۔ جب لوگوں نے اُس کو خبر دیا کہ عاموس نے یربعام بادشاہ کا نام لے کر اُس کے خلاف نبوت کی تو وہ کچھ خوف زدہ ہونے لگا۔ اُس کو یاد آیا ہوگا کہ الیشع نبی نے کس طرح یاہو کو مسح کر کے اخی اب بادشاہ کے بیٹے یورام کے خلاف ابھارا اور یوں ملک میں انقلاب پیدا کیا۔ چنانچہ امصیاہ نے عاموس کے پیغام کو ذرا مروڑ توڑ کر کے غلط معنی پہنا کر، اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ "عاموس نے تیرے خلاف بنی اسرائیل میں فتنہ برپا کیا ہے ...... کیونکہ عاموس یوں کہتا ہے کہ یربعام تلوار سے مارا جائے گا"۔ دراصل عاموس سیاسی انقلاب کے حق میں نہ تھا۔ اُس کا پیغام روحانی تھا۔

بادشاہ غالباً سامریہ میں تھا۔ اُس کے جواب کا ذکر نہیں ہے لیکن آیات ۱۲ اور ۱۳ سے ہم یہ اخذ کرتے ہیں کہ جواب ملنے پر امصیاہ نے عاموس سے کیا کہا۔ غالباً بادشاہ نے امصیاہ کاہن کو جواب دیا کہ "عاموس نبی کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ اپنے ملک کو واپس

جائے۔" یہوداہ کا بادشاہ عزیاہ خدا پرست تھا اور زبردست سورما بھی تھا (۲۔ تواریخ ۲۶: ۶ تا ۱۵)۔ دونوں حکومتوں میں امن و امان تھا۔ یربعام نہیں چاہتا تھا کہ ایک یہودی نبی کو شہید کر کے حکومت یہوداہ کو لڑائی کرنے کا موقع دے۔ بہت بہتر ہوگا کہ یہ نبی اپنے ملک میں واپس جائے!

"غیب بین" کا لفظی ترجمہ "دیکھنے والا" ہے، اور غالباً امصیاہ نے حقارت آمیز لہجے سے کہا کہ "اے رویا دیکھنے والا!" امصیاہ نے عاموس کو پیشہ ور نبی سمجھ کر حکم دیا کہ یہوداہ میں بھاگ کر وہاں نبوت کرنے سے اپنی روٹی کماسکے۔ شاید اگر یہوداہ میں عاموس حکومت اسرائیل کے خلاف نبوت کرے تو وہاں کے لوگ خوش ہو کر اسے روپے دیں! امصیاہ نے یہ نہیں کہا کہ عاموس کی نبوت جھوٹی تھی لیکن اس نے یہ الزام لگایا کہ وہ فتنہ انگیز ہے کیونکہ بیت ایل نہ صرف بادشاہ کا مقدس (۱۔ سلاطین ۱۲: ۲۸ تا ۲۹) بلکہ اکثر بادشاہ کی رہائش گاہ بھی تھی۔

عاموس نے جواب میں پہلے یہ کہا کہ وہ پیشہ ور نبی نہیں تھا "میں نہ نبی ہوں نہ نبی کا بیٹا۔" اس جواب میں اس نے دو باتوں کو واضح کیا، کہ وہ روٹی کمانے کے لئے نبوت نہیں کرتا تھا، اور کہ وہ ان انبیا زادوں کی گروہ میں شامل نہیں تھا جنہوں نے یاہو کو ابھارا تھا (۲۔ سلاطین ۹: ۱ تا ۳) پھر اس نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا: "میں چرواہا اور گولر کا پھل بٹورنے والا تھا اور ... گلہ کے پیچھے جاتا تھا۔" عاموس ۱: ۱ میں ہم نے سیکھا کہ عاموس "تقوع کے چرواہوں میں سے تھا"۔ غالباً عاموس نہ صرف چرواہے بلکہ بیوپار

کا بھی کام کرتا تھا۔ وہ بھیڑوں کی اون اور گولر کے پھلوں کو، جو بے مزہ انجیروں کی طرح تھے، منڈیوں میں فروخت کیا کرتا تھا۔ لیکن خدا نے اسے بلایا اور کہا کہ "جا۔ میری قوم اسرائیل سے نبوت کر:" اس کا بلاوا خدا کی طرف سے ہوا تھا۔ پیشہ کی بات نہ تھا۔

پھر آیات ۱۶ اور ۱۷ میں عاموس نے امصیاہ کی ہولناک سزا کا اعلان کیا۔ بے شک درباریوں اور کاہنوں نے یہ باتیں سنی ہونگی، اور بعد میں ان کو یاد آئی ہونگی۔ ممکن ہے کہ جہاں تک امصیاہ اور اس کے خاندان کا سوال تھا، زکریاہ بادشاہ کے قتل کے بعد شاہی پیروکاروں پر بھی حملہ ہوا، اور سلوم یا ظالم اور بے رحم مناحم نے امصیاہ کی بیوی کی علانیہ بے حرمتی کروائی، اس کے بیٹوں کو قتل کیا اور اس کی زمین بانٹ دی، اور امصیاہ کو شاہ اسور پول کے ہاتھ میں دے دیا تاکہ اسے جلاوطن کرے۔ پوری اسرائیل کی اسیری تیس سے زائد سال بعد میں ہونے والی تھی۔ غالباً عاموس کے اس قول کے بعد امصیاہ نے زبردستی سے اس کو مجبور کیا کہ وہ یہوداہ کو واپس جائے۔

عاموس، عدالت اور صداقت کا پیامبر

ہم نے دیکھا ہے کہ عاموس نہ محض چرواہا تھا لیکن غالباً بیوپار کا کام بھی کیا کرتا تھا۔ اس کام کے سلسلہ میں غالباً اس کو بیت ایل اور بہت سی اور منڈیوں میں جانے کا موقع تھا، اور اس نے اپنی آنکھوں سے ان بے انصافیوں کو دیکھا ہوگا جو بیت ایل میں ہو رہی تھیں۔ وہ سادہ لوح آدمی تو تھا، لیکن جاہل نہیں۔ زیادہ تر علما کی یہ رائے

ہے کہ وہ خواندہ تھا۔ اُس کی آنکھیں تیز تھیں، اور اُس نے دیہاتی زندگی سے طرح طرح کی مثالیں اور تشبیہات نکال کر استعمال کیں۔ منڈیوں میں غالباً وہ دیگر ممالک کے ساہوکاروں سے ملتا جلتا تھا اور اُن سے اپنے قوموں کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا تھا۔ وہ دریائے نیل کی طغیانی سے، اور فلستیوں اور ارامیوں کی تاریخی روایات سے واقف تھا (۸:۸ اور ۹:۵، ۷)۔ اُس کا شہر بیت الحم سے چھ میل دور کے فاصلہ پر تھا اور وہ داؤد بادشاہ کی موسیقی سے واقف تھا (۵:۶)۔ عبرانی میں اُس کا طرزِ کلام اچھی قسم کی زباندانی اور شاعری کا تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ عاموس نے اُن لیاقتوں کا، جو خدا نے اُسے دیئے تھے، اچھا استعمال کیا۔ ساتھ ہی وہ خود راست رو اور نیک چلن آدمی تھا، اور اُس کے ذہن میں خدا کی بلندی اور صداقت کا اعلیٰ احساس تھا۔ کردار میں وہ صاف گو اور دلیر تھا۔

پھر خدا نے اسے بلایا۔ یہ بلاوا دو طریقوں سے آیا۔ آنکھ کے ذریعہ سے عاموس نے چار رویتیں دیکھیں۔ کان کے ذریعہ سے خدا کی آواز آئی۔ "جا! میری قوم اسرائیل سے نبوت کر۔" عاموس فرمانبردار تھا۔ وہ خطرہ کے باوجود گیا، اور اُس نے وفاداری سے خدا کا سخت کلام پیش کیا۔ بعد میں ہمیں پتہ نہیں کہ اُس کو کیا ہوا، لیکن جو کچھ اُس نے خدا کے حکم کے مطابق کیا، یہ آج بھی ایک وسیلہ ہے جس سے خدا ہم سے ہمکلام ہوتا ہے۔

کیا خدا آج ہم کو خدمت کے لئے بلاتا ہے؟ کیا ہم بھی فرمانبردار ہیں؟

تبادلہ خیالات کے لئے سوال

۱. کیا خدا آج کل رویا یا خواب کے ذریعہ سے ہمکلام ہوتا ہے؟ ہم رویتوں اور خوابوں کی صحت کس طرح آزما سکتے ہیں؟

۲. "میں پھر اُن سے درگزر نہ کرونگا" (عاموس ۷:۸)۔ "تو اِن لوگوں کے لئے دعا نہ کر" (یرمیاہ ۱۱:۱۴)۔ کیا آج کل ایسے لوگ ہیں جن کے لئے دعا کرنا بھی وقت کا ضائع کرنا ہے؟

۳. عاموس نے امصیاہ کاہن کے خلاف کیوں اتنی سختی سے نبوت کی؟ کیا ایسی پیشین گوئی مسیح کی روح کے مطابق تھی جس نے کہا کہ ہم اپنے دشمنوں سے محبت رکھیں؟

۴. عاموس کے کردار اور بلاوے سے ہم آج کل کی کلیسیا کے لئے کیا سبق سیکھ سکتے ہیں؟

۵۔ خدا کی عدالت اور بقیہ کی بحالی ۔ عاموس ۸:۴ تا ۹:۱۵

سندی آیات ۔ اعمال ۱۵:۱۶ تا ۱۷

اِن باتوں کے بعد میں پھر آکر
داؤد کے گرے ہوئے خیمہ کو اُٹھاؤنگا
اور اُس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کرکے
اُسے کھڑا کرونگا
تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں ۔
خداوند کی تلاش کریں ۔

خلاصہ ۔ خدا کی عدالت اور بقیہ کی بحالی

۸:۴ تا ۱۴	اسرائیل کے گناہ اور خدا کی عدالت	
	۱۔ اُمرا کے ظلم اور ریاکاری	۷:۴ تا ۷
	۲۔ بھونچال کے ذریعہ عدالت	۷:۸ تا ۹
	۳۔ ماتم اور نوحہ	۷:۱۰
	۴۔ خدا کے کلام سننے کا قحط	۷:۱۱ تا ۱۲
	۵۔ بے تابی اور شکست	۷:۱۳ تا ۱۴
۹:۱ تا ۶	بیت ایل کے مذبح اور پرستاروں پر عدالت	
۹:۷ تا ۱۰	اسرائیل نیست و نابود ہوگا لیکن بقیہ بچ نکلے گا	
۹:۱۱ تا ۱۵	بقیہ کی بحالی	

تشریح

دیباچہ

ہم نے دیکھا ہے کہ عاموس کی کتاب میں باب ۷ مرکزی ہے ۔ اس میں ہم نے پڑھا ہے کہ خدا نے عاموس کو کس طرح بلایا اور وہ کس طرح پیغام لے کر حکومت اسرائیل کے پاس گیا، اور اسرائیلی کے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے (یعنی یربعام بادشاہ اور امصیاہ کاہن نے) کس طرح خدا کے کلام کو رد کیا اور عاموس کو حکم دیا کہ حکومت اسرائیل سے بھاگ جائے ۔ نبی نے اسرائیلیوں کو دعوت دی تھی کہ اپنے گناہوں سے باز آکر خدا کے اور اس کی صداقت کے طالب ہوں؛ اور یوں عدالت سے بچ جائیں ۔ بادشاہ اور سردار کاہن نے انکار کیا تھا ۔ چنانچہ آٹھویں اور نویں ابواب میں عاموس دعوت دینے سے باز آتا ہے، اور صرف اسرائیل کے گناہ اور آنے والی عدالت کا ذکر کرتا ہے، ہاں سخت سے سخت سزاؤں کی پیشین گوئی کرتا ہے ۔ اگرچہ عاموس بقیہ بچنے کا ذکر کرتا ہے (۹:۸، ۹) لیکن وہ بحالی کا ذکر نہیں کرتا ۔

علما زیادہ تر اس بات پر متفق ہیں کہ عاموس ۹:۱۱ تا ۱۵ عاموس کے لکھے الفاظ تو نہیں، بلکہ کتاب کے مرتب نے کسی اور نبی کی پیشین گوئی اس لئے شامل کی تاکہ یہ بات واضح ہو کہ بقیہ کے لئے خدا کا کیا مقصد تھا ۔ جہاں تک ہم لوگوں کا سوال ہے یہ کہنا بجا ہے کہ روح القدس

کے الہام سے مرتب نے ان پانچ آیات کا اضافہ اس لئے کیا تاکہ ہم سمجھیں کہ اسرائیل کی عدالت کے باوجود خدا کا ارادہ باطل نہیں ہوا بلکہ بقیہ کے ذریعہ سے اسرائیل بحال ہوگیا اور خدا کی امت جاری رہی۔

۸: ۴ تا ۱۴۔ اسرائیل کے گناہ اور خدا کی عدالت

ہم نے دیکھا ہے کہ عاموس ۸: ۱ تا ۳ کے معنی یوں ہیں "خداوند خدا نے مجھے رویا دکھائی اور کیا دیکھتا ہوں کہ موسم کے آخری ناقص میووں کی ٹوکری ہے۔ تب خداوند نے مجھے فرمایا کہ میری قوم اسرائیل اپنی آخری خراب حالت میں ہے، اور مستقبل میں محض نوحہ ہی نوحہ اور قتل ہی قتل کی امید ہے"۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیات ۴ تا ۱۴ اس چوتھی رویا کی مفصل تشریح ہیں۔

۱۔ امرا کے ظلم اور ریا کاری۔ آیات ۴ تا ۷ سے ۲: ۶ تا ۸ اور ۵: ۱۰ تا ۱۳ مقابلہ کریں۔ چند الزامات دوبارہ یا سہ بارہ دہرائے گئے ہیں لیکن دو نئے الزامات ان آیات میں نمایاں ہیں۔ ایک ہے بے ایمانی۔ تم "ایفہ کو چھوٹا اور مثقال کو بڑا بناتے ہو" اس کے معنی یہ ہیں کہ "تم پیمانہ کو چھوٹا بنا کر کم گیہوں ناپ کر بیچتے ہو، لیکن چاندی کے لئے تولتے وقت تم گاہکوں سے زیادہ وزن لیتے ہو۔" ساتھ ہی تم "فریب کی ترازو سے دغا بازی کرتے ہو" اور "گیہوں کی پھٹکن" (یعنی بھوسا یا گرد) بیچتے ہو۔ دوسرا الزام زیادہ بھاری ہے، یعنی ریاکاری کا۔ نئے چاند اور سبت دونوں مذہبی دن

تھے جن میں خرید و فروخت کی ممانعت تھی۔ امرا ان دنوں کو بڑے جوش سے منایا کرتے تھے، لیکن ان کے دلوں میں خدا پرست خیالات نہیں تھے۔ "نئے چاند کا دن کب گزرے گا تاکہ ہم غلہ بیچیں، اور سبت کا دن کب ختم ہوگا کہ گیہوں کے کھتے کھولیں؟" ان کی عبادت روح اور سچائی سے نہیں تھی۔ ان کے الفاظ اور حرکتیں مذہبی تو تھیں، لیکن ان کے دل دنیوی باتوں پر لگے ہوئے تھے۔ "جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں، لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں" (رومیوں ۸: ۵)۔ یہ ریاکاری ایک بڑی وجہ تھی کہ خدا نے ان کی عبادت منظور نہ کی (دیکھیں یسعیاہ ۱: ۱۳)۔

۲۔ بھونچال کے ذریعہ عدالت۔ آیت ۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ عاموس دریائے نیل کے سالانہ فلڈ سے واقف تھا، اور اس نے یہ تشبیہ استعمال کر کے بھونچال کی ایک مؤثر تصویر ہمارے سامنے کھینچی ہے۔ آیت ۹ میں شاید سورج گرہن یا کالی آندھی کا بیان ہے۔ بھونچال اور تاریکی خدا کی عدالت کے خاص نشانات میں سے ہیں (یسعیاہ ۲۴: ۱۹ تا ۲۰، یوایل ۲: ۳۰ تا ۳۱، عاموس ۵: ۱۸، ۲۰، حزقی ۱۳: ۲۲ تا ۲۶، مکاشفہ ۱۱: ۱۹ اور ۱۶: ۱۷ تا ۲۰)۔ جب خداوند یسوع مسیح مصلوب ہوا تو تاریکی اور لرزش ہوئی (متی ۲۷: ۴۵، ۵۱)، کیونکہ اس قیمتی موت میں گناہ اور شیطان پر خدا کی عدالت ہوئی۔ ہم عاموس ۱: ۱ سے جانتے ہیں کہ نبی کی منادی کے دو سال بعد ایک ہولناک اور قابل یاد رکھنے کی بھونچال ہوئی۔

۳۔ ماتم اور نوحہ۔ ایک ایسے ماتم کا ذکر آیت ۱۰ میں ہے جس

ہیں مستقبل کے لئے کوئی اُمید باقی نہیں۔ جب اکلوتا بیٹا گزر گیا ہے تو خاندان کا نام مٹ گیا ہے، اِس لئے ایسا ماتم بہت ہی تلخ ہوتا ہے (یرمیاہ ۶: ۲۶، زکریاہ ۱۲: ۱۰)۔ ٹاٹ اوڑھنا اور سر کو منڈھوانا ماتم کے نشانات تھے (ایوب ۱: ۲۰ تا ۲۱، یسعیاہ ۱۵: ۲ تا ۳ اور ۲۲: ۱۲)

۴۔ خدا کے کلام سُننے کا قحط۔ آیات ۱۱ اور ۱۲ دلسوز، پُرمعنی اور غورطلب آیات ہیں۔ شاید عاموس کے اپنے دل میں یہ خیال آیا کہ "خدا نے اپنا کلام میرے سپرد کیا ہے، لیکن حکومتِ اسرائیل کے حاکموں نے مجھے خارج کر دیا ہے۔ ایسا کیونکہ انہوں نے مجھے نکال دیا ہے، کوئی اور باقی نہیں اُن کے پاس ہے جو اُن کو خدا کا کلام سنائے گا۔ وہ ڈھونڈیں گے لیکن نہیں پائیں گے۔" دراصل خدا اسرائیل کے ساتھ رحم اور صبر سے پیش آیا، اور بھونچال کے بعد بھی اسرائیلیوں میں سے ایک نبی ہوسیع نام اُٹھ کھڑا ہوا، جس نے دس بارہ سال تک اُن کے سامنے خدا کی عدالت اور محبت کا پیغام پیش کیا۔

ممکن ہے کہ عاموس کے معنی یہ ہوں کہ اسرائیلی لوگ مصیبت کے دن بحیرۂ مُردار سے لے کر بحیرۂ رُوم تک، اور دان سے اور بیت ایل سے لے کر بیرسبع تک زیارت کریں گے، اور بھاگتے پھریں گے تاکہ خدا کے کلام کی تلاش کریں، لیکن چونکہ اُن کی عبادت میں ریاکاری ہوگی اور وہ ریت و رسم پر خدا کی حقیقی تلاش کے بجائے ترجیح دیں گے (۵: ۴ تا ۵)، اور عملی زندگی میں توبہ نہ کریں گے (۵: ۲۱ تا ۲۴ وغیرہ)، تو زیارت بے سود ہوگی۔ آج بھی یہی ہو سکتا ہے۔

لوگ روز بروز صبح اور شام کی عبادت میں جایا کرتے ہیں اور خدا کے کلام کے اتنے عادی بن جاتے ہیں کہ کلام ایک کان سے داخل ہو کر دوسرے کان سے نکلتا ہے۔ اگر روزانہ فرمانبرداری موجود نہیں تو کلام ہمارے لئے مُردہ سا معلوم ہوتا ہے، اور بار بار انکار کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم سُن اور پہچان ہی نہیں سکتے۔ روزِ عدالت ہم کہیں گے "اے خداوند! اے خداوند کیا ہم باقاعدگی سے عبادت میں حاضر نہیں تھے، اور بڑے جوش سے گیت نہیں گاتے تھے؟" لیکن خداوند کا جواب یہ ہوگا "میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو! میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

تاہم اِن آیات میں ایک اور ضروری بات موجود ہے۔ خدا ہمیشہ تک انتظار نہیں کرتا۔ اگر ہم بار بار خدا کے کلام کو رد کرتے ہیں تو وہ وقت آ جائے گا جب خدا ہم سے ہمکلام ہونے سے باز آئے گا اور صرف عدالت کی اطلاع دیگا (۵: ۱۸ تا ۲۰ کی تشریح کو بھی دیکھیں) حزقی ایل ۷: ۲۵ تا ۲۶ ایسے حالات کا بیان کرتی ہیں۔ "ہلاکت آتی ہے اور وہ سلامتی ڈھونڈیں گے پر نہ پائیں گے۔ بلا پر بلا آئے گی اور افواہ پر افواہ ہوگی۔ تب وہ نبی سے رویا تلاش کریں گے لیکن شریعت کاہن سے اور مصلحت بزرگوں سے جاتی رہے گی" یرمیاہ نبی کے زمانہ میں صدقیاہ بادشاہ نے بار بار خدا کے اُس کلام کو رد کر دیا جو نبی کی معرفت اُس کے پاس پہنچا۔ آخر کار یرمیاہ کے پاس صرف عدالت کا اعلان باقی رہا۔ "صدقیاہ بادشاہ نے ..... اپنے محل میں اُس سے خفیہ طور دریافت کیا کہ خداوند کی طرف سے کوئی کلام

ہے؟" اور یرمیاہ نے کہا کہ ہے، کیونکہ اُس نے فرمایا ہے کہ تُو شاہِ بابل کے حوالہ کیا جائے گا" (یرمیاہ ۳۷: ۱۷)۔ سب سے افسوسناک بیان ساؤل بادشاہ کا ہے۔ وہ خدا کا چُنا ہوا اور ممسوح بادشاہ تھا لیکن نافرمانی کی وجہ سے خدا نے اُسے رد کر دیا (۱۔ سموئیل ۱۵: ۲۲ تا ۲۳)۔ بعد میں اُس نے کوئی توبہ نہ کی، اور آخر کار فلستی دشمن ملک پر حملہ آور ہوئے، لیکن "جب ساؤل نے خداوند سے سوال کیا تو خداوند نے اُسے نہ تو خوابوں اور نہ اوریم اور نہ نبیوں کے وسیلہ سے کوئی جواب دیا" (۱۔ سموئیل ۲۸: ۶)۔ ساؤل نے پھر ایک عورت کے ذریعہ سے جس کا آشنا جن تھا سموئیل کی روح کو بُلایا۔ سموئیل کی روح کا جواب یوں تھا: "تو مجھ سے کس لئے پوچھتا ہے جس حال کہ خداوند تجھ سے الگ ہو گیا اور تیرا دشمن بنا ہے؟ ... کل تو اور تیرے بیٹے میرے ساتھ ہوں گے اور خداوند اسرائیلی لشکر کو بھی فلستیوں کے ہاتھ میں کر دے گا" (۱۔ سموئیل ۲۸: ۱۶، ۱۹)۔ ہماری زندگیوں میں بھی یہ ہولناک امکان ہے۔ پس "اگر آج تم اُس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو" (عبرانیوں ۳: ۷ تا ۸)

۵۔ بے تابی اور شکست۔ آیات ۱۳ اور ۱۴ کا مفہوم صاف ہے "سامریہ" سے شہر سامریہ مراد نہیں، بلکہ حکومت اسرائیل کا پہاڑی علاقہ مراد ہے، اور غالباً "سامریہ کے بُت" سے بیت ایل کے سونے کا بچھڑا مراد ہے۔

۹: ۱ تا ۶۔ بیت ایل کے مذبح اور پرستاروں پر عدالت

عاموس کی پانچویں رویا میں اُس نے خدا کو بیت ایل کے مذبح کے پاس کھڑے

دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مذبح کے اوپر یا مذبح کے پاس ایک پکی عمارت تھی، جہاں کاہن اور دوسرے پرستار قربانی گزرانتے وقت جمع ہوا کرتے تھے۔ رویا میں عاموس نے دیکھا کہ خدا کے حکم کے مطابق کسی فرشتہ نے ستونوں کے سر پر مارا اور ساری چھت پرستاروں کے سروں پر گر پڑی۔ عاموس کو سمسون کے آخری کام کو یاد ہوا ہوگا (قضاۃ ۱۶: ۲۸ تا ۳۰) اور ممکن ہے کہ جب دو سال کے بعد بھونچال آیا تو بیت ایل کے مقدس میں یہ وقوع پذیر ہوا۔ لیکن غالباً رویا کے معنی لفظی نہیں بلکہ روحانی ہے، یعنی کہ خدا بیت ایل اور اُس کے سب پرستاروں کی عدالت کرے گا۔ اگر کوئی بچ کر بھاگنے کی کوشش کریں، تو بھی خدا ضرور اُس کو پکڑیگا اور مارے گا (آیات ۲ تا ۴)۔ کرمل کی چوٹی کے پاس ایسے غار تھے جن کے اندرونی طرف سے اتنے راستے جاتے تھے کہ آدمی آسانی سے چھپ سکے، لیکن کوئی خدا سے چھپ نہیں سکے گا۔ ان آیات میں عاموس وہی بات پیش کرتا ہے جس کا ذکر زبور ۱۳۹: ۷ تا ۱۲ میں بھی ہے کہ خدا صرف یروشلیم یا اسرائیل کی حدود کے اندر نہیں رہتا، بلکہ وہ ہر جگہ اور ہر ملک میں حاضر و ناظر ہے۔ در اصل خدا رب الافواج ہے۔ وہ آسمان اور زمین کا خالق اور حکمران ہے، جو بھونچال اور سیلاب کا محرک ہے (آیات ۵ تا ۶)۔

۹: ۷ تا ۱۰۔ اسرائیل نیست و نابود ہوگا، لیکن بقیہ بچ نکلے گا۔

اسرائیلیوں کا عام غلط خیال یہ تھا کہ چونکہ ہم خدا کی چُنی ہوئی قوم ہیں، اس لئے خدا ہماری حکومت کی ہر طرح سے حفاظت کریگا،

لیکن عاموس نے کہا کہ نافرمان اسرائیل اہلِ کوش کے برابر ہے۔ اسرائیلیوں نے کوش کے حبشی لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، کیونکہ ان کے چہروں کے رنگ کالے تھے، لیکن خدا کی نظر میں اسرائیلی جن کے دل کالے تھے حبشیوں سے بہتر نہیں تھے۔ اسرائیلیوں نے اس بات پر فخر کیا کہ خدا ان کو ملک مصر سے نکال لایا تھا، لیکن عاموس نے کہا کہ خدا نے دیگر اقوام کی بھی رہنمائی اور حفاظت کی تھی، مثلاً اس نے فلستیوں کو کفتور (کریتے) سے اور ارامیوں کو قیر (کردستان) سے نکال لایا تھا۔ اس لئے عدالت یقینی ہے (آیت ۸)۔ لیکن بقیہ بچ نکلے گا۔ عاموس نے یہ ۱۵:۵ میں ظاہر کیا تھا کہ "شاید خداوند ربّ الافواج بنی اسرائیل کے بقیہ پر رحم کرے۔" اب وہ صفائی سے پیشین گوئی کرتا ہے کہ کچھ لوگ بچ نکلیں گے، لیکن وہ کہتا ہے کہ ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ سب لاپروا اور گنہگار لوگ مارے جائیں گے (آیت ۱۰)۔ غالباً آیت ۹ کے معنی یہ ہیں کہ اچھے دانے یعنی راستباز بقیہ اسیری میں بھی محفوظ ہوں گے، اور باقی ماندہ اسیر رد کئے جائیں گے۔ ہمیں پتہ نہیں کہ یہودیوں اور بنیمینیوں کے ہمراہ کتنے اسرائیلی اسیر ملک فلسطین میں واپس آئے۔ اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ حناہ نبیہ، جس نے مسیح کی آمد کے لئے خدا کا شکر کیا (لوقا ۳۶:۲ تا ۳۸) یہوداہ کے نہیں بلکہ آشر کے قبیلہ میں سے تھی۔

۱۱:۹ تا ۱۵ ۔ بقیہ کی بحالی

جیسے کہ ہم نے دیکھا ہے، غالباً کتاب کی آخری پانچ آیات کسی اور نبی کی ہیں، جس نے بعد میں یہ باتیں پیش کیں، اور مرتب نے ان کو اس

غرض سے شامل کیا کہ خدا کی تجویز صاف نظر آئے کہ بقیہ کی بحالی ہوگی۔ انہی آیات میں نہ صرف حکومتِ اسرائیل کے بلکہ حکومتِ یہوداہ کے بقیہ شامل ہے۔ لفظی طور پر آیت ۱۱ کی پیشین گوئی اس وقت پوری ہوئی جب یروشلیم کی ہیکل دوبارہ تعمیر ہوئی (عزرا ۱۵:۶) اور یروشلیم کی شہر پناہ کی مکمل مرمت ہو چکی (نحمیاہ ۱۵:۶)۔ آیت ۱۲ کے لفظی معنی یہ ہیں کہ ادوم، موآب، عمون، وغیرہ جو داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں اسرائیل کے ماتحت تھے، پھر ملک میں شامل کئے جائیں گے۔ ہیرودیس اعظم کے زمانہ میں یہ پیشین گوئی بھی پوری ہوئی۔ آیت ۱۳ کے معنی یہ ہیں کہ زمین اتنی زرخیز ہوگی کہ ہل چلانے سے پہلے فصل کی پوری کٹائی ختم نہیں ہوگی، اور انگوروں کے دبانے کا کام (جو ماہ ستمبر میں ہوا کرتا تھا) بیج بونے کے وقت تک (ماہ اکتوبر) جاری رہے گا (دیکھیں احبار ۵:۲۶)، اور پہاڑوں پر بہت ہی تاکستان ہوں گے۔ آیات ۱۴ اور ۱۵ بالکل صاف ہیں، لیکن مشکل بات یہ ہے کہ جو وعدہ آیت ۱۵ میں ہے، وہ پورا نہیں ہوا، کیونکہ ۷۰ء کے بعد جب رومیوں نے یروشلیم کو برباد کیا، یہودی قوم پھر اپنے وطن سے نکالی گئی تھی۔ شاید یہ پیشین گوئی آج کل کے اسرائیل کے بارے میں ہو، یا اس کے معنی مطلق روحانی ہوں، اور کلیسیا سے تعلق رکھتے ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان آیات کے لفظی مطلب کے علاوہ ایک روحانی مطلب بھی مخفی ہے۔ ہماری مندرجہ آیات ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ یعقوب رسول نے عاموس ۱۱:۹ تا ۱۲ میں اس بات کا ثبوت پایا کہ خدا نے ..... غیر قوموں پر ..... توجہ کی تاکہ ان میں

سے اپنے نام کی ایک اُمت بنالے" (اعمال ۱۵:۱۴)۔

یعقوب کا اقتباس جیسا کہ اعمال ۱۵:۱۶ تا ۱۷ میں پایا جاتا ہے، بے شک عبرانی سے فرق ہے، اور غالباً پرانے عہدنامہ کے کسی یونانی ترجمہ سے لیا گیا تھا۔ سب سے بڑا فرق دوسری آیات میں ہے:۔

عاموس ۹:۱۲۔ "تاکہ وہ ادوم کے بقیہ اور اُن سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں"۔

اعمال ۱۵:۱۷ "تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں خُداوند کو تلاش کریں۔

یعقوب رسول ہمیں بتاتا ہے کہ اسرائیل کے بقیہ کی بحالی محض رحم کی بات نہ تھی۔ اس میں ایک گہرا مقصد تھا، کہ بقیہ کے ذریعے سے غیر قوم خداوند کو تلاش کریں اور اُسے پائیں۔ مسیح کے زمانہ میں یہودی لوگ (یعنی مذکورہ بقیہ) نے بے وفائی کی، لیکن بقیہ کے بقیہ، یعنی مسیح اور اس کے شاگردوں نے یہ پورا کیا۔ مسیح "غیر قوموں کو روشنی دینے والا نور تھا (لوقا ۲:۳۲)، اور پولس رسول نے مان لیا کہ "خداوند نے ہمیں حکم دیا کہ

میں نے تجھ کو غیر قوموں کے لئے نور مقرر کیا
تاکہ تو زمین کی انتہا تک نجات کا باعث ہو"

(اعمال ۱۳:۴۷)

خدا کے پہلے سے مقرر کردہ انتظام کے مطابق اسرائیل اور یہوداہ کے بقیہ کی بحالی کی وجہ سے آج میں اور آپ خداوند یسوع مسیح کی کلیسیا میں شریک ہیں۔ بقیہ کی طرح ہم ایک اقلیت کی صورت میں

نظر آتے ہیں۔ تو بھی ہمارے واسطے خُدا کا ارادہ اور مقصد وہی رہتا ہے، کہ ہم غیر قوموں کے لئے نور ہوں۔ کاش کہ خُدا کی صداقت اور عدالت ہماری شخصی اور سماجی زندگیوں میں اس طور سے نمایاں ہوں کہ ہماری گواہی اور بشارت مؤثر اور پھلدار ہو۔